اپنے دین میں غلو نہ کرو

یَـاَهْـلَ الْـكِتٰـبِ لَاتَغْلُوْا فِیْ دِیْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ اِنَّمَا الْمَسِیْحُ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقٰىهَآ اِلٰى مَرْیَمَ وَ رُوْحٌ مِّنْهُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَاتَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ اِنْتَهُوْا خَیْرًا لَّكُمْ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ یَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِیْلًا (النساء:۱۷۱)

اے اہل کتاب! اپنے دین میں غلو نہ کرو (یعنی حقیقت واعتدال سے گزر نہ جاؤ) اور اللہ کے بارے میں حق کے سوا اور کچھ نہ کہو۔ مریم کا بیٹا عیسیٰ مسیح اس کے سوا کچھ نہیں کہ اللہ کا رسول ہے اور اس کے کلمہ (بشارت) کا ظہور ہے جو مریم پر القا کیا گیا تھا، نیز ایک روح ہے جو اس کی جانب سے بھیجی گئی۔ پس چاہیے کہ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور یہ بات نہ کہو کہ خدا تین ہیں۔ (دیکھو) ایسی بات کہنے سے باز آجاؤ کہ تمہارے لیے بہتری ہو۔ حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ اللہ ہی اکیلا معبود ہے (اس کے سوا کوئی نہیں)۔ وہ اس سے پاک ہے کہ اس کے لیے کوئی بیٹا ہو۔ آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کے لیے ہے (وہ بھلا اپنے کاموں کے لیے اس بات کا کیوں محتاج ہونے لگا کہ کسی کو بیٹا بنا کر دنیا میں بھیجے)۔ کارسازی کے لیے خدا کا کارساز ہونا بس ہے۔

اہل کتاب کی ایک بہت بڑی گمراہی دین میں ''غلو'' ہے یعنی حقیقت واعتدال سے متجاوز ہوکر بہت دور تک چلے جانا۔ اگر کسی کی محبت وتعظیم پر آئے تو اتنی تعظیم کی کہ اسے خدا کے درجے تک پہنچا دیا۔ مخالفت پر آئے تو اتنی مخالفت کی کہ اس کی صداقت سے ہی انکار کردیا۔ اگر زہد وعبادت کی راہ اختیار کی تو اتنی دور تک چلے گئے کہ رہبانیت تک پہنچ گئے۔ اگر دنیا کے پیچھے پڑے تو اتنے چھوٹ ہوگئے کہ نیک وبد کی تمیز ہی اٹھادی۔

یہود ونصاری اسی گمراہی کے شکار ہوئے۔ یہاں خطاب عیسائیوں سے ہے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی محبت وتعظیم میں اس قدر غلو کیا کہ انھیں خدا کا بیٹا بنا دیا اور ایک خدا کی جگہ تین خداؤں کا اعتقاد پیدا کرلیا یعنی باپ، بیٹا اور روح القدس۔

(ترجمان القرآن جلد دوم، امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ ص ۵۷۶۔۵۷۸)

درس حدیث

تیمّم کا طریقہ حدیث کی روشنی میں

محمد اظہر مدنی

’’عن عمار بن ياسر رضى الله عنه قال: بعثنى رسول الله ﷺ فى حاجة فاجنبت فلم أجد الماء، فتمرغت فى الصعيد كما تمرغ الدابة، ثم اتيت النبى فذكرت ذلك له، فقال: انما يكفيك أن تقول بيدك هكذا، ثم ضرب بيده الى الارض ضربة واحدة، ثم مسح الشمال على اليمين وظاهر كفيه ووجهه‘‘۔(متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے کسی کام سے بھیجا، میں جنبی ہوگیا اور (طہارت حاصل کرنے کے لیے) مجھے پانی نہ مل سکا۔لہذا میں (طہارت حاصل کرنے کے لیے) مٹی میں اس طرح لوٹ پوٹ ہوا جس طرح جانور لوٹ پوٹ ہوتا ہے۔پھر (جب میں آیا تو) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور پورا قصہ آپ ﷺ کو بتایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تجھے اپنے ہاتھ سے اس طرح کر لینا ہی کافی تھا، پھر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو ایک مرتبہ زمین پر مارا پھر بائیں کو دائیں پر اور اپنی ہتھیلیوں کی پشت پر اور چہرے پر ملا۔

تشریح: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑا مشفق ومہربان ہے، اس نے کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلّف نہیں بنایا ہے۔وہ حقوق وفرائض وواجبات جن کی ادائیگی کے بغیر کوئی شخص اللہ کا سچا، وفادار اور حقیقی مسلمان نہیں ہوسکتا، ان میں بھی اگر کسی شخص کے پاس عذر ہے یا اسے اتنی استطاعت وطاقت نہیں کہ وہ اس کام کو انجام دے سکے تو اس کے لیے شریعت اسلامیہ نے سہولیت مہیا فرمائی ہے۔انہی سہولیات میں سے تیمّم بھی ہے۔ایک مسلمان کے لیے تیمّم اس وقت مشروع ہوتا ہے جب طہارت حاصل کرنے کے لیے اُسے پانی میسر نہ ہو یا پھر پانی تو موجود ہو لیکن وہ کسی بیماری کیوجہ سے استعمال نہ کرسکتا ہو یا اگر استعمال کرلے تو اس کے مرض میں اضافہ کا خدشہ ہو یا اس کے علاوہ کوئی اور عذر شرعی ہو جیسے ضعیف وکمزور، لاغر یا عمر رسیدہ شخص کو سخت کڑاکے کی سردی میں طہارت حاصل کرنے کے لیے گرم پانی میسر نہ ہو اور ٹھنڈے پانی کے استعمال سے اس کو نقصان ہو وغیرہ وغیرہ۔تیمّم امت محمدیہ کے خصائص میں سے ایک خصوصیت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے پانی سے طہارت حاصل کرنے کے قائم مقام رکھا ہے۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔’’وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا، وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ‘‘(المائدۃ:٦)’’اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو غسل کرلو، ہاں اگر تم بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو یا تم میں سے کوئی حاجت ضروری سے فارغ ہو کر آیا ہو، یا تم عورتوں سے ملے ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو تم پاک مٹی سے تیمّم کرلو، اور اسے اپنے چہروں پر اور ہاتھوں پر مل لو۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم اور حکمت سے روئے زمین کو جائے نماز اور طہارت وپاکیزگی کا ذریعہ بنایا ہے۔نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بندہ مومن جہاں کہیں بھی ہو اگر نماز کا وقت آجائے تو اپنے مقررہ وقت پر نماز ادا کرلے۔نماز کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے زمین کو اللہ تعالیٰ نے پاک کردیا ہے تاکہ اگر نماز کا وقت آجائے اور پانی میسر نہ ہو تو حدث اصغر واکبر سے بآسانی طہارت حاصل کر کے نماز ادا کرلی جائے۔اس لیے تیمّم کو مشروع قرار دیا ہے۔تیمّم کے لیے مٹی، ریت، پتھر اور اس کے قائم مقام جو بھی چیزیں ہوں اس کے ذریعہ تیمّم کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔

تیمّم کرنے والا شخص اگر جنبی ہو یا اس کو حدث اصغر واکبر سے پاکی حاصل کرنی ہو تو تیمّم کرتے وقت ان تمام احداث سے پاکی کی نیت کر کے تیمّم کرے وہ کافی ہوگا جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث سے اس کی وضاحت ہوتی ہے اور بخاری ومسلم کی ایک دوسری حدیث میں تیمّم کا طریقہ ذکر حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی سے مروی ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ میں جنبی ہوگیا اور مجھے پانی دستیاب نہ ہوسکا کہ میں طہارت حاصل کرسکوں تو حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ کیا آپ کو یاد نہیں ہے کہ ہم دونوں ایک سفر میں تھے تو پانی نہ ہونے کی وجہ سے آپ نے تو نماز نہیں پڑھی پر میں مٹی میں لوٹ پوٹ ہو کر طہارت حاصل کی اور پھر نماز پڑھی جب سفر سے واپسی ہوئی تو اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ ذکر کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں اس طرح کرنا ہی کافی تھا، اور پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارا پھر اس میں پھونک ماری اور پھر چہرے اور دونوں ہتھیلیوں پر مسح کیا۔

خلاصہ یہ کہ تیمّم کرتے وقت تیمّم کی نیت کریں اور بسم اللہ کہتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ ایک بار زمین پر ماریں پھر دائیں ہاتھ کا ظاہری حصہ بائیں ہاتھ پر پھیریں اور بائیں ہاتھ کا اوپر والا حصہ دائیں ہاتھ پر، پھر اپنے دونوں ہاتھ چہرے پر پھیریں۔یا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ کو زمین پر ایک مرتبہ مارے پھر اسے اپنے چہرے اور ہتھیلیوں پر پھیرے جیسا کہ عبدالرحمٰن بن ابزی والی حدیث میں ذکر ہے۔تیمّم کب باطل ہوجاتا ہے؟ پانی ملنے یا عذر شرعی کے ختم ہوجانے یا نواقض وضو میں سے کوئی ناقض ہونے کی صورت میں تیمّم باطل ہوجائے گا۔اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ ہم تمام لوگوں کو کتاب وسنت کے مطابق زندگی گذارنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ وصلى الله على نبينا محمد وسلم تسليما كثيرا

☆☆

مدیر مسئول

اصغر علی امام مہدی سلفی

مدیر

عبدالقدوس اطہر نقوی

نائب مدیر: مولانا خورشید عالم مدنی   مدیر اعزازی: مولانا رضاء اللہ عبدالکریم مدنی

مجلس ادارت

مولانا محفوظ الرحمٰن فیضی   مولانا شہاب الدین مدنی   ڈاکٹر سعید احمد مدنی
مولانا اسعد اعظمی   مولانا طہ سعید خالد مدنی   مولانا انصار زبیر محمدی

اس شمارے میں

درس حدیث	۲
اداریہ	۳
عمل بالقرآن والحدیث امن وشانتی کا ذریعہ	۶
خواب اسلام کی نظر میں	۱۱
مثالی بیوی کے اوصاف	۱۶
منہج سلف اور میڈیا	۱۷
آہ! ڈاکٹر عبدالدیان انصاری	۲۶
مرکز کے شب وروز	۲۷
پریس ریلیز	۲۸
جماعتی خبریں	۲۹

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

بدل اشتراک

سالانہ	۱۵۰/روپے
فی شمارہ	۷/روپے
پاکستان	۵۰۰/روپے

بلاد عربیہ ودیگر ممالک سے ۳۵ ڈالر یا اس کے مساوی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔۱۱۰۰۰۶
ویب سائٹ www.ahlehadees.org
ترجمان ای میل jaridahtarjuman@gmail.com
جمعیت ای میل jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

اداریہ

ابو مصلح الکریمی

......اپنا تو بن!

تاریخی قصے، افسانوی کہانیاں اور ماضی کی داستانیں خواہ وہ ایمانداروں کی ہوں یا دنیاداروں اور بدخواہوں کی، اگر ایک مشغلۂ محض اور تاریخ برائے تاریخ کے طور پر نہ پڑھی اور پڑھائی جائیں تو ان میں عبرت ونصیحت اور افادہ واستفادہ کے بہت سارے مواقع ہیں۔ بلکہ ان کو پڑھا اور جانا ہی اس لیے جاتا ہے کہ ان اچھے اور سچے واقعات کے جو روشن اور بہترین پہلو ہیں ان کو اپنا کر خیر امت اور انسانیت اچھی سے اچھی اور بہتر سے بہتر بن جائے۔ اور جو کچھ فروگذاشت، کوتاہیاں، لاپرواہیاں، زیادتیاں اور برائیاں ہوئی ہیں اور جس طرح کی تقصیریں سرزد ہوئی ہیں اور جتنی طرح کی غفلت اور تکاسل رہا ہے اس سے بچا جائے اور ان غلطیوں کا دوبارہ ارتکاب ہونے نہ پائے۔''عرفت الشر لا لشر و لكن لتوقيه '' شر اور بری باتوں کو اس لیے جانتا ہوں کہ اس سے دامن کش رہوں نہ کہ اس شر کو اور بڑھاوا دوں۔

لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ امت مسلمہ ادھر کئی صدیوں سے مسلسل اس کے برعکس راہ اپناتی چلی جارہی ہے۔ حد تو یہ ہے کہ وہ ماضی سے سبق لیتے اور السعيد من وعظ بغيره کے تحت نصیحت حاصل کرنے کے بجائے انہی راستوں پر خود بھی بھاگ رہی ہے اور پوری امت خصوصا نوجوان اور نئی نسل کو اسی فارمولہ پر کاربند کرتی جارہی ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ امت مسلمہ کے حالات دن بدن بد سے بدتر ہوتے جارہے ہیں۔ ہم نے تاریخ کی کتابوں میں بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجتے ضرور پڑھا اور دیکھا تھا، اس کے باوجود ہماری خوش فہمی کا عالم یہ ہے کہ ہم اس بات پر مصر ہیں کہ ہمارے ساتھ ایسا کچھ نہیں ہوگا۔ حالانکہ ہم ان مسلمانوں سے بھی گئے گذرے ہوگئے ہیں، جو ان تاتاریوں اور خوارج سے برسرپیکار تھے۔ ہم نے ابن علقمی، میر جعفر و میر صادق اور طارق یوحنا عزیز کی کارستانیوں اور مار آستینیوں کو کھلی آنکھوں سے دیکھ لیا اور ان کے ڈنک مارنے کو بھی سہ لیا پھر بھی ہمیں وہی ڈگر عزیز ہے اور ویسے ہی پرفریب نعرے اور مار آستین ہمیں بھاتے ہیں۔ نتیجہ ہماری نظروں کے سامنے ہے۔ آج بھی بغداد خاک وخون میں لتھڑا ہوا ہے۔ شام ولیبیا ایسا لگتا ہے کہ صفحۂ ہستی سے مکمل طور پر مٹ چکے ہیں اور نئے نئے رنگ روٹ تیار کر کے اس خطے کے دیگر ممالک وبلدان بھی بارود کے ڈھیر پر کھڑے کئے جارہے ہیں اور اس فساد وبگاڑ اور آگ وخون کو باغ وبہار باور کرایا جارہا ہے۔ عرب بہاریہ کے سنہرے خواب اب بھیانک تعبیر کی شکل میں نظروں کے سامنے ہیں، پھر بھی ہماری آنکھ کھل نہیں رہی ہے۔ کہتے ہیں زہد کا خمار بھی اتر جاتا ہے اور دولت کا نشہ بھی سرد پڑ جاتا ہے، مگر یہ خودکشی اور اپنے کو فنا کے گھاٹ اتار دینے کا دینی جذبہ اور خوش فہمی وہ نشہ نہیں ہے جسے ترشی اتار دے۔ جس مسلم قوم کی زبوں حالی، اس کی دینی ودنیاوی تعمیر وترقی اور اس کی اصلاح وتربیت کی فکرمندی ہمیں کھائے جارہی ہے اور جس کی بے دینی ہم سے دیکھی نہیں جارہی ہے، ہم نے کبھی سوچا کہ ہمارے ان اصلاحی وانقلابی ہاتھوں نے اسلام

اورمسلمانوں کی کیا درگت بنائی ہے۔؟ ہم نے بچپن میں ایک شعر سنا تھا۔شاعر نے بڑے پتے کی بات کہی تھی۔ہم بچوں نے اسے سمجھ لیا تھا۔آخران عرب وعجم کے پرجوش مفکرین اور جماعتوں اور تنظیموں کے منتظمین کو یہ بات کیوں نہیں سوجھتی؟

دھو شوق سے دھبے کو پر اتنا نہ رگڑ   دھبہ رہے کپڑے پہ نہ کپڑا باقی

اس رگڑا جھگڑا اور صفائی ستھرائی میں ظالم بشاراور قوی تر ہوگیا اور مقابل ومنافس اور دین پسند ختم کردیئے گئے ۔عراق کو مکمل طور پر امریکہ نے اپنے من پسندوں کے حوالے کردیا اور علاقے کے دونوں چہیتے صہیونی اور سبائی ممالک مضبوط ومامون کردیئے گئے ۔اگر اسلام کے نادان دوست مسلم ملکوں کے خلاف اسی طرح اسلام پسندی دکھاتے رہے تو وہ دن دور نہیں جب نعوذ باللہ اعدائے اسلام کا ایجنڈا پورا ہوگا اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قبر کو کھود کر دریا برد کردینے کا سبائی خواب شرمندہ تعبیر ہوجائے گا۔

اسلامی جمہوریہ یا جمہوریت اور آزادی کے نام پر متعدد سیاسی حلقوں کے نظریاتی جھگڑے، دینی جماعتوں کی کثرت اور باہمی حسد ورقابت اور کشمکش محلے سے لے کر حکومت کے اعلیٰ ایوانوں تک اور مسجد ومدرسہ سے لے کر جوامع وجامعات اور یونیورسٹیوں تک اور دین کے نام پر خالص نفسانیت کے جھگڑے جو روزمرہ کے مشاہدے اور تجربے میں ہیں ان سے یہی نہیں کہ بعض ملکوں کی ترقی اور تعمیر جو اظہر من الشّمس اور کواکب وانجم میں آفتاب وماہتاب کے مانند اور نصف النہار میں چمکتے ودمکتے سورج کی طرح عیاں ہے، تھم جائے گی یا کم ازکم جو ترقی کی رفتار ہے وہ سست پڑ جائے گی بلکہ وہ ممالک تباہ وبرباد ہوجائیں گے۔اس پر مستزاد یہ کہ اس نام نہاد آزادی اور جمہوریت کے نام سے جتنی طرح کے مفاسد ومضرات جنم لیتے ہیں وہ بڑھیں گے ۔خصوصا ایسے ملکوں میں جہاں دین وشریعت کی حکمرانی ہے اور جہاں آزادی وجمہوریت کے نام پر فوضی، انارکی، بے حیائی اور اقدار واخلاق کی پامالی اور کرپشن کے لیے کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی ہے۔جہاں مادیت کی جگہ روحانیت، افکار کی جگہ کتاب وسنت اور نظریہ اور زبانی جمع خرچ کی جگہ عمل وکردار کو فوقیت حاصل ہے۔جس کی وجہ سے زمین وآسمان کی برکات کا ان پر نزول ہوتا رہا ہے۔عوام خوشحال اور خواص آسودہ ہیں اور امن وشانتی کی دولت سے پورا ملک بلکہ پورا خطہ مالا مال ہے۔اور دینی اعتبار سے جو کمی وکوتاہی ہے وہ ان اسلام پسندوں کی تقصیر اور عدم ادائیگی فریضۂ دعوت وارشاد اور نصح وخیرخواہی کی وجہ سے ہے۔کیونکہ انہوں نے اپنا فرض دعوت چھوڑ کر قوم کو خودکشی کا راستہ دکھایا ہے۔

یہ بات بلاکسی حساسیت، پس منظر وپیش منظر اور بلاکسی فکری دباؤ یا بغیر کسی ذہنی تحفظات وواردات قلب وفکر کے تسلیم کرنی چاہیے کہ صحیح حکومت قائم کرنے کے لئے جن مواصفات اور آلیات کی ضرورت ہے انہی پر نظر رہنی چاہیے نہ کہ کسی خاص شکل وصورت اور ہیئت وہیکل پر کہ جسے ہم پہلے سے طے شدہ مفروضے یا فلسفے کی پاداش میں تیار کرچکے ہوں۔ یا بلفظ دیگر کسی خاص واقعہ یا اثر کو اول وآخر نمونہ تصور کر کے اتنے اہم مسئلہ کے سلسلے میں اٹھ کھڑے ہوں اور اسے ایمان اور کفر جیسا مسئلہ بنا کر اہم ہدف اور مقصد سے یہی نہیں کہ دور جا پڑیں بلکہ مختلف الجھنوں، پریشانیوں اور مصائب ومشکلات کا خود شکار ہوتے رہیں اور ہر حکومت، سوسائٹی اور سلطنت کو خرخشے اور ابتلاء میں ڈالتے رہیں بلکہ پورے اخلاص، کامل ایمان پھر صدق وصفائے قلب وجگر سے اس پر غور کر کے اس راہ کو وہاں کے حالات وظروف اور نفع وضرر کو سامنے رکھتے ہوئے کامل کتاب وسنت اور آثار وتعامل صحابہ وسلف سے قریب ترین طریقہ کو بروئے کار لانا چاہیے، نہ کہ کسی خاص ماحول وفکر کے فریم میں ڈھلے ڈھلائے اور کہے کہائے معاملے کو بطور ضابطہ وقاعدہ کلیہ اور ایمان وکفر کا مسئلہ بنا کر تعامل کیا جائے۔اس سے میزان عدل قائم نہ رہ سکے گا بلکہ یہ جو کچھ توازن اور توافق وتحسن تھا اسے بھی سبوتاژ کرنے کے مترادف وہم پلہ ہوگا اور یوں اصلاح کے نام پر فساد عریض اور شر مستطیر کا سلسلہ شروع ہوجائے گا اور نہ یہ کہ صرف دیکھتے ہی دیکھتے بہت سے ممالک وبلدان اس کی لپیٹ میں آجائیں گے، بلکہ بہت سارے ملکوں میں اس کا مذموم مظاہرہ بھی عملاً ہوچکا ہے۔عیاں راچہ بیاں چیست۔

آج امت مسلمہ کا وجود سیریا میں خاتمے کے دہانے پر ہے۔پھر بھی یہود اور اس کے آلۂ کار آج بھی کھنڈرات پر بمباری کررہے ہیں ہرسو دندناتے پھر رہے ہیں۔اس کا مکمل فائدہ اسرائیل کو مل رہا ہے یا اسرائیل نوازوں اور منافقین کی چاندی ہے ۔وہاں کے بے سروسامان اور خانما برباد مسلمانوں کا بچا کھچا وجود بھی برداشت نہیں ہے۔مگر بعض مسلم ملکوں کو زمانۂ دراز سے بڑی بڑی دھمکیاں ملتی رہی ہیں اور امریکہ کے معاملے میں ایک کمزور اور بے جان سا ملک بھی ترکی بترکی اور منہ توڑ زبانی جمع خرچ کرنے سے نہیں تھکتا۔مگر آج تک امریکہ اور دیگر اعداء اسلام کو اس پر ایک ڈھیلہ پھینکنے کی ضرورت نہ محسوس ہوئی۔ جبکہ صدام، قذافی ودیگر ممالک کی ادنی للکار پر صفحہ ہستی سے مٹا ڈالنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی گئی اور آج بھی تباہی کا بادل اس ملک پر ہی خوب گرجتا ہے لیکن روز عذاب وہلاکت کی بارش سنیوں کی بستیوں پر برسائی جاتی ہے۔مگر امت کا یہ بیدار مغز طبقۂ مفکرین ودانشوران اس کو سمجھنے سے قاصر کیوں ہے؟ جنگل کے جانور بھی اپنے اوپر حملہ آور ہونے والے جانوروں اور صیادوں کے جال کے قریب نہیں جاتے۔ہم خود ہی اتنے مدہوش اور متوالے ہیں کہ خود جال بچھاتے ہیں اور خود ہی شکار بھی ہوجاتے ہیں اور ہماری ان حرکتوں اور کارگزاریوں کے صلہ میں ساری دنیا کے امن پسند مسلمان بھی دہشت گرد ٹھہرائے جاتے ہیں اور نئے نئے ملکوں میں نئی نئی شکارگاہیں میسر ہوتی جارہی ہیں۔عالم اسلام سکڑتا یا ختم ہوتا جارہا ہے ۔اور ہمارا جذبۂ اصلاح اور تبلیغ دین واسلامی حکومت کا خواب ہے کہ روز بروز پروان ہی چڑھتا جارہا ہے۔ دراصل ہم نے اصلاح کی راہ چھوڑ کر فساد کا وہ راستہ اختیار کیا ہے جو سراپا فساد وبگاڑ ہے۔

ہماری ناعاقبت اندیشی کا یہ عالم رہا ہے کہ دور اول کے بعد تاریخ کے اس موڑ پر جب عالم اسلام کا مکمل تیا پانچا ہوچکا تھا اور عربوں کی حالت جاہلیت اولی سے بھی بدتر ہوچکی تھی حتی کہ قدیم قبائلی نظام اور حیثیت ودبدبہ جو قرون اولی میں مسلم مانا جاتا تھا اس کی بھی کوئی حیثیت نہیں رہ گئی تھی۔ایسے حالات میں کتاب وسنت پر مبنی ایک عظیم الشان اسلامی حکومت کا قیام ایک طرف موجودہ دور کی بڑی کرامت ہی کہی جائے گی تو دوسری

طرف امت مسلمہ کے لئے ایک مثالی اور بہترین نمونہ قرار دی جاتی رہی ہے۔ ایک متعصب سے متعصب مورخ بھی سعودی عرب کی خوبیوں اور امتیازات کی ثناخوانی کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ عصر حاضر کا ایک اور مورخ اپنے فکری اختلافات کے باوجود اعتراف حق اور بیان فضیلت پر مجبور نظر آتا ہے:

''ابن سعود اور ان کے نجدی ساتھی چونکہ محمد ابن عبدالوہاب کے پیرو تھے، جو ایک عظیم مصلح تھے۔ اس لیے ابن سعود نے اسلامی تعلیمات پر زیادہ سے زیادہ عمل کرنے کی کوشش کی۔ ابن سعود بادشاہت کو تو ختم نہ کر سکے، لیکن وہ سارے کام علماء کی ایک مجلس کے مشورے سے انجام دیتے تھے اور انہوں نے اس کی پوری کوشش کی کہ ملک میں اسلامی احکام پر عمل کیا جائے۔ انہوں نے سارے ملک میں شراب کی خرید و فروخت بند کردی جو ترکوں کے دور میں حجاز وغیرہ میں عام ہوگئی تھی۔ ابن سعود جب تک زندہ رہے دوسری معاشرتی برائیوں کو بھی جیسے جوا، بدکاری، عریانیت، رقص و سرود، مخلوط سوسائٹی اور سودی کاروبار ہیں، ملک میں پھیلنے کا موقع نہیں دیا۔ دینی تعلیم کے فروغ کے لیے انہوں نے ۱۹۴۸ء میں جامعہ ازہر کے طرز پر ایک فقہ کالج قائم کیا۔

ابن سعود میں تدبر اور انتظامی صلاحیت کی وہ تمام خوبیاں تھیں جو ایک بانی حکومت میں ہونی چاہئیں۔ انہوں نے اپنے پڑوسی ملکوں سے جھگڑے طے کرنے میں جس دوراندیشی، اعتدال پسندی اور وسعت قلبی کا ثبوت دیا وہ اس بات کا واضح ثبوت ہے۔ یمن پر قبضہ کرنے کے بعد وہ اس قبضہ سے دست بردار ہوگئے۔ بندرگاہ عقبہ شروع سے حجاز کا حصہ تھا لیکن اردن کے امیر عبداللہ نے انگریزوں کی شہ پا کر اس پر قبضہ جمالیا۔ ابن سعود نے اس تنازعہ کو زیادہ نہیں بڑھایا اور ۱۹۳۳ء میں اردن سے تصفیہ کرلیا اور عقبہ سے دست بردار ہوگئے۔ مملوک سلطان بیبرس کے زمانے سے خانہ کعبہ کا غلاف ہمیشہ مصر سے آتا رہا تھا۔ ابن سعود کے زمانے میں مصر سے اختلاف کی وجہ سے یہ سلسلہ بند ہوگیا۔ لیکن ابن سعود نے ۱۹۳۶ء میں اس مسئلہ پر بھی مصر سے تصفیہ کرلیا اور محمل بدستور مصر سے آنے لگا۔ ۱۹۲۹ء میں سعودی عرب نے ایران اور ترکی سے دوستی کے معاہدے کیے۔ امریکہ نے دوسری عالمی جنگ عظیم کے زمانے میں ظہران میں جو ہوائی اڈہ قائم کیا تھا وہ ۱۹۴۹ء میں سعودی عرب کو واپس کردیا۔ ۱۹۴۷ء میں سعودی عرب کی تاریخ میں پہلی مرتبہ بجٹ پیش ہوا جو اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ سلطان ابن سعود کو مالیات کو جدید اصولوں کے تحت منظّم کرنے کا احساس تھا...

ابن سعود کا ایک اور کارنامہ ملک میں امن وامان کا قیام ہے۔ سعودی حکومت سے پہلے عرب بدامنی میں دور دور مشہور تھا اور وہاں کے صحراؤں میں قافلے کے قافلے لوٹ لیے جاتے تھے۔ لٹیروں اور قزاقوں سے حاجی تک محفوظ نہیں تھے۔ لیکن ابن سعود نے مجرموں کو سخت سزائیں دے کر ایسا امن قائم کیا کہ قافلے لٹنا تو بڑی بات ہے ملک میں چوری اور قتل وغیرہ کے جرم بھی برائے نام رہ گئے۔ سعودی حکومت کا یہ اتنا بڑا کارنامہ ہے کہ جس کی مثال اس جدید دور میں بھی دنیا کے کسی ملک میں نہیں مل سکتی، چنانچہ ایک امریکی مصنف نے اپنی ایک کتاب ''عربوں کی بیداری'' میں لکھا ہے کہ:

''سارے عرب میں قانون کا احترام کیا جاتا ہے اور یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ سعودی عرب میں امن عامہ کا معیار دنیا کے ہر ملک سے خواہ وہ ملک دنیا میں سب سے زیادہ مہذب ہی کیوں نہ ہو زیادہ ہے۔''

مورخین نے لکھا ہے کہ سرزمین عرب میں امن وامان قائم کرنے میں تاریخ میں صرف دو آدمی کامیاب ہوئے: ایک حضرت عمرؓ اور دوسرے ابن سعود۔'' (ملت اسلامیہ کی مختصر تاریخ حصہ چہارم، صفحہ ۱۹-۲۰ مولفہ ثروت صولت)

سوال یہ ہے کہ اس کو سبوتاژ کرنے اور اس امن وامان اور مکمل اسلامی تعلیمات کے صدقے میں آئی برکات کو ختم کرکے اس کو ساری دنیا میں دہشت گرد ملک وعوام باور کرانے کا مجرم کون ہے؟ اس ناشکری پر عذاب الٰہی بشکل امریکی، سبائی، بشاری، مالکی وروسی تباہی ہمارے بیشتر ممالک میں نہیں آئے گا اور بقیہ بچے کھچے ممالک خصوصا سعودی عرب جس کی دوراندیشی، اعتدال پسندی، وسعت قلبی، تسامح و تصفیہ، عفو ودرگذر، اسلامی تعلیمات پر عمل اور بے مثال امن وامان کا قیام وغیرہ آپ نے ابھی پڑھ لیے ہیں، کیا رحمتوں کی بارش ہوگی اور امن وامان قائم ہوگا؟۔ انک لاتجنی من الشوک العنب کانٹا بوتے رہو اور انگور کے گچھے توڑنے کی آس لگائے رکھو۔ یہ محرومی اور مُرکھئی کا بدترین مظاہرہ ہے۔

کیا بعض ایسے ممالک وبلدان اسلامیہ نہیں ہیں جہاں ہم کو کھلی چھوٹ تھی کہ ہم وہاں کے خیرات وثروات سے بھرپور فائدہ اٹھا رہے تھے اور دین واصلاح کے اندر باہر دسیوں کام کر سکتے تھے۔ وہاں ایسا ماحول بنا ہوا تھا کہ غربت کا خاتمہ ہو چلا تھا۔ حسد ورقابت کی علامتیں ختم ہو چکی تھیں۔ طبقاتی وجغرافیائی کشمکش جاتی رہی تھی۔ دین سے غافل لوگوں کو کھلے بندوں اسلامی اعلیٰ اخلاق کی روشنی میں دین سے قریب کرتے رہنے کا ایسا سنہرا اور پیارا ماحول پھر ملنے کو نہیں، وہ کام نہ کرکے ہم نے انقلابی اقدامات کرنے شروع کردیئے اور وہ بھی خیرات کے چند ٹکوں کے بل پر یا اپنی چند چکنی چپڑی اور احصائیاتی گھن گرج والی تقریروں پر اور ہم نے سمجھ لیا کہ ہم اب سکندر اعظم بن گئے۔ ہمارے مقابلے میں عام مسلمان علماء وحکمران ابوجہل وابولہب بلکہ فرعون اور قارون سے بھی بڑے مجرم، عیاش اور ظالم وسفاک ہیں اور ان کا قلع قمع کرنا ہمارا اولین فرض ہے۔ ظاہر بات ہے کہ ان جذبات کا نہ یہ موقع ومحل رہا اور یہ نہ قرین قیاس تھا ''وقولا لہ قولا لینا'' کی واضح تلقین وتوجیہ ہمارے سامنے تھی۔ ذوالخویصرہ کے مقابلے میں ہمارے سامنے طلقاء کو ترجیح نبوی پر صحابہ کرام کا کردار ہمارے لئے نمونہ تھا۔ بغاۃ وطغاۃ کے مقابلے میں امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل کا اسوہ اور نمونہ ہمیں یاد نہ رہا۔ خصوصا ایسے وقت میں جبکہ دشمن انسانیت اپنی تمام ترتوانائیوں اور تیاریوں کے ساتھ ہماری صفوں میں گھسا ہوا ہے، ہم خود اس کا شکار بار بار بن رہے ہیں اور ہم ہیں کہ ان مادی وسائل سے تہی دست ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے حقیقی جوہر امن وصبر اور ہر طرح کے ایمانی وروحانی ساز وسامان سے بھی عاری وخالی ہیں۔ شعور ووجدان اور حکمت وفراست ایسا لگتا ہے کہ ہم سے روٹھ کر کہیں اور چلی گئی ہے۔ ایسی بے سروسامانی میں جو بھی اقدام ہوگا وہ ناپائیدار، بے ثبات اور بے قرار بلکہ باعث عار وجہ ہلاکت ودمار ہوگا۔ اور ''خود کردہ را علاج نیست'' کے مصداق ہوگا۔ بنابریں:

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی — تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن، اپنا تو بن

☆☆☆

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی

بموقع ۳۴ویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس

ڈاکٹر سعید احمد عمری مدنی
امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث آندھرا پردیش

عمل بالقرآن والحدیث امن وشانتی کا ذریعہ

ان الحمد لله نحمده ونستعينه، ونؤمن به، ونتوكل عليه، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا، ومن سيآت أعمالنا، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادى له، وأشهد أن لا اله الا الله، وأشهد أن محمدا عبده ورسوله أما بعد:

تمہید: امن وشانتی کی اہمیت:

آج دنیا امن وشانتی کے لیے پریشان ہے، جدید ٹیکنالوجی استعمال کرکے امن پیدا کرنے کے لیے بے شمار آلا جات ایجاد کیے گیے، مگر وہ سارے وسائل وذرائع امن کے بجائے لوگوں میں خوف وہراس پیدا کردیئے ہیں۔ ان ایجادات وانکشافات کا سہارا لیتے ہوئے دنیا والوں نے بہت سے پلان بنائے تاکہ زمین میں پھیلے ہوئے جرائم کی روک تھام کرسکیں۔ پھر بھی انسان کا چین وسکون غارت ہوچکا ہے، بلکہ لحہ لحہ انسان موت کا انتظار کررہا ہے، کیوں کہ وہ اپنی آنکھوں کے سامنے خون کی ندیاں دیکھ رہا ہے، کیا بچے، کیا بڑے چاروں طرف قتل کی واردات دیکھی اور سنی جارہی ہیں، پتہ نہیں کب اور کس وقت کسی بھی انسان کے اوپر انسانی شکل میں کوئی خون خوار بھیڑیے حملہ کردے یا پھر کسی بم دھماکہ کی زد میں آجائے۔ اس طرح آج وسائل امن خود انسان کے لیے کہیں بم کی شکل میں نظر آرہے ہیں تو کہیں بندوق اور کہیں توپ وتفنگ کی شکل میں سروں پر لٹک رہے ہیں۔ دنیا کے ادباء، شعراء، سیاست دان اور علماء چیخ رہے ہیں، فلاں فلاں کے سروں کو قلم کردو، تاکہ انسانیت کو چین ملے۔ مگر ان صداؤں کی کوئی بازگشت نہیں ہے، سوائے محرومی ومایوسی کے کوئی چارہ نہیں ہے۔ لوگ خوف زدہ ہوکر صحراؤں کا رخ کررہے ہیں لیکن وہاں بھی کوئی امن وسکون نہیں۔ وہاں بھی ان کے خیمے اجاڑ دیئے جاتے ہیں، ان کی رہائش گاہوں پر بلڈوزر چلادیئے جاتے ہیں۔ ان حالات کو دیکھ کر یوں کہا جاسکتا ہے کہ آج کا انسان اپنے بھائی کے ساتھ وہ سب کچھ کررہا ہے جس کو دیکھ کر جنگل کے درندے بھی شرما جائے۔

حالانکہ امن وشانتی ایک ایسی دولت ہے اس کے اندر ہی عبادت کی مٹھاس ملتی ہے، صبح تک سونے کا مزہ آتا ہے، کھانے اور پینے کی اصل چاشنی امن وشانتی کے وقت ہی حاصل ہوتی ہے، امن وشانتی ہی ہر ترقی کی بنیاد ہے، تمام انسانی آبادیوں کا اصل مطمح نظر یہی امن وشانتی ہے، اور خاص کر اسلامی سوسائیٹیوں میں امن وشانتی کی صحیح نعمت دیکھی جاسکتی ہے، اس لیے کہ جو بھی صحیح معنوں میں ایمان لایا وہ امن میں آگیا، جو بھی امن میں آگیا اس نے ترقی کی راہ اختیار کرلی، ایمان کے بغیر امن نہیں اور امن کے بغیر کوئی ترقی نہیں۔

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: من اصبح آمنا فى سربه، معافى بدنه، عنده قوت يومه، فكأنما حيزت له الدنيا بحذا فيرها جس کسی نے اپنے گھر میں امن کے ساتھ اور اپنے بدن میں عافیت کے ساتھ صبح کی، اور اس کے سامنے دن بھر کی غذا ہو، گویا کہ پوری دنیا اس کے پاس سمٹ کر آگئی۔ (سنن الترمذی /۲۳۴۶)

امن وشانتی کی تعریف: امن لغوی اعتبار سے نفس کے اطمینان ،خوف کے زوال کو کہا جاتا ہے، اور اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ (التوبة:٦) یعنی اگر مشرکین میں سے کوئی بھی تم سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دیدو، یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سن لے پھر اس کو اس کی امن کی جگہ پہنچادو، اس لیے کہ یہ لوگ ایسی قوم ہیں جو جانتے نہیں ہیں (التوبہ:٦) اس آیت کی تفسیر میں علامہ راغب اصفہانی نے فرمایا: ''ای ابلغه المكان الذى فيه أمنه وطمانية نفسه وزوال خوفه'' یعنی اس کو مقام تک پہنچاؤ جس میں اس کے لیے امن ہو، نفس کا اطمینان ہو، وہاں اس کو کوئی خوف نہ ہو۔

اور شرعی اصطلاح میں امن وشانتی اس حالت کو کہا جاتا ہے جس میں ملک کے اندر قانونی خلاف ورزی نہ ہو کہ جس کی وجہ سے جرائم کا ارتکاب ہو، بلکہ ایسی کارروائیاں عمل میں لائی جائیں کہ جن کی وجہ سے جرائم کی روک تھام آسان ہوجائے، ویسے ہی امن وشانتی انسان کی زندگی میں نفس کے سکون واطمینان حاصل ہونے اور خوف کے دور ہونے کا نام ہے، ایک ایسے بہترین ماحول کا نام ہے جس میں انسان آرام سے اپنے اچھے اہداف ومقاصد حاصل کرسکتا ہے، امن وشانتی کسی قوم کو حاصل ہوجائے تو اس کی تہذیب وتمدن کی ترقی ہوتی ہے، امن وشانتی کے فقدان سے ترقی رک جاتی ہے، اسی لئے اسلام نے امن وشانتی کو بہت بڑی نعمت قرار دیا ہے۔

لوگوں کو ہر قسم کی مصیبت وتکلیف سے بچانے کا نام امن وشانتی ہے، مجرموں کو ملک سے باہر نکالنے اور ملک کو دشمنوں سے بچانے کا نام امن وشانتی ہے، راستوں کو ہموار کرنے اور ان کو روشن کرنے کا نام امن وشانتی ہے، مظلوم کا حق ظالم سے

دلوانے کا نام امن وشانتی ہے، ہرحق والے کو اس کا حق دلانے کا نام امن وشانتی ہے۔

دور جاہلیت میں بھی اللہ نے انسانیت پر احسان کیا تو کعبۃ اللہ کو امن کی جگہ بنادیا، فرمایا: اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ (العنکبوت: ۶۷) کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے حرم کو امن والا (شہر) بنایا جبکہ ان کے اطراف کے لوگ اچک لیے جارہے تھے۔ یہ تو جاہلیت کی بات ہوئی اسلام آنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے قرآن وحدیث کے ذریعہ ساری دنیا کے لیے امن وشانتی عام کیا، قرآن وحدیث پر عمل کرنے میں اتنا امن وشانتی حاصل ہوجائے گا کہ سب کے لیے کافی اور وافی ہوجائے گا، بشرطیکہ یہ لوگ ان دونوں پر خلوص نیت کے ساتھ عمل کریں۔ (کتاب التحریر والتنویر ا/۷۰۴)

قرآن وحدیث میں امن وشانتی: قرآن وحدیث میں غوروفکر کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ ان میں دوقسم کے امن وشانتی کی طرف اشارہ ہے: ایک کو ہم انفرادی امن کہہ سکتے ہیں دوسرے کو اجتماعی امن۔

قرآن وحدیث میں انفرادی امن وشانتی: اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی گفتگو جوان کی قوم سے ہوئی تھی اس کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ دونوں فریق میں سے امن کا زیادہ مستحق کون ہے؟ اگر تم جانتے ہو۔ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان کو شرک کی آلودگیوں سے بچائے رکھے انہیں کے لیے امن ہے اور وہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں (الانعام: ۸۱-۸۲) یہاں اللہ تعالیٰ نے دونوں فریق یعنی مشرکین وموحدین کا تذکرہ کیا، امن وشانتی اور عقیدۂ توحید دونوں میں بڑا گہرا ربط بتایا بالآخر مؤمنین جو اہل توحید ہیں انھیں کو امن کا مستحق قرار دیا۔

انفرادی سطح پر امن وشانتی کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ ارشاد فرمایا ہے: ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ وَطَآئِفَةٌ" قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ پھر اللہ نے تم پر غم کے بعد اونگھ کی شکل میں امن نازل فرمایا۔ تم میں سے ایک جماعت اس سے لطف اندوز ہورہی تھی اور ایک جماعت کو ان کے نفسوں نے مشغول کررکھا تھا انہوں نے اللہ کے بارے میں باطل گمان کیا جو جاہلیت کا گمان تھا (آل عمران: ۱۵۴)

مذکورہ واقعہ میں امن وشانتی اور دلی اطمینان صرف اور صرف اہل توحید کو حاصل ہوا تھا مگر اسی دوران اہل نفاق بڑے پریشان تھے۔ انفرادی امن وشانتی کی ایک اور مثال صحابی رسول خبیب رضی اللہ عنہ کی ہے۔ جب مشرکین نے ان کو اپنے گھیرے میں لے لیا، قید کرکے قتل کرنا چاہا تو آپ نے اپنی آخری خواہش دورکعت نماز ادا کرنی چاہی، خفیف سی دورکعتیں پڑھیں۔ اس لیے کہ دشمن کہیں یہ گمان کرنے لگ جائیں کہ موت کے ڈر سے نماز لمبی کردی ہے، پھر وہ بڑے اطمینان سے شہادت کی تیاری کرنے لگے، استرا مانگا تاکہ زائد بال نکال لیں، ان لوگوں نے انہیں استرا دے دیا، اتنے میں ان کا بچہ رینگتے ہوئے آپ کے گود میں آبیٹھا، ماں نے دیکھا تو تلملا اٹھی کہ کہیں دشمن کا بچہ سمجھ کر خبیب اس کو قتل نہ کرڈالے، مگر دیکھا بچہ آرام سے ان کے گود میں بیٹھا ہوا ہے، اور وہ مطمئن البال ہیں، کہا کہ کیا تو یہ گمان کررہی ہے کہ میں بچہ کو قتل کرڈالوں گا، نہیں، مسلمان ایسا نہیں کرسکتا، بچے کی ماں بنت حارث نے کہا خبیب سے اچھا قیدی میں نے نہیں دیکھا، وہ بیڑیوں میں تھا مگر اس کے ہاتھ میں میں نے بے موسم انگور کا خوشہ دیکھا (صحیح البخاری/ ۳۰۴۵) یہ تھی توحید پرستوں کی امن وشانتی اور دلی اطمینان کی مثال۔

قرآن وحدیث میں اجتماعی امن وشانتی: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ اللہ نے وعدہ کیا ہے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور عمل صالح کیے کہ انھیں زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس سے پہلے کے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کے لیے ان کو اس دین پر عمل کرنے کی طاقت دے گا جس دین کو اس نے ان کے لیے پسند فرمایا ہے اور ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا۔ وہ میری (اللہ) ہی عبادت کریں گے، اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جس کسی نے اس کے بعد کفر کیا وہی لوگ فاسق ہیں۔ (النور: ۵۵)

امام شوکانیؒ نے فرمایا: یعنی اللہ تعالیٰ انہیں دشمنوں کے خوف سے نجات دے گا، خوف کے سارے اسباب کو دور کردے گا اب وہ کسی سے نہیں ڈریں گے سوائے اللہ عزوجل کے اور کسی سے امید نہیں رکھیں گے سوائے اللہ سے اور اللہ کا یہ وعدہ رہتی دنیا تک کے لیے ہے، کسی زمانہ کے لیے خاص نہیں ہے، جب بھی دنیا قرآن وحدیث کی طرف چلی آئی اور اس کے لیے امن وشانتی لکھ دی گئی، اور جو قوم جتنا قرآن وحدیث سے دور ہوئی وہ اتنا بے چین ہوئی۔

امن وشانتی کے دواہم مادی اسباب: قرآن وحدیث میں غوروفکر کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ جہاں امن وشانتی کے بہت سے معنوی وروحانی اسباب کا تذکرہ بڑی تفصیل سے آیا ہے، وہیں بہت سے مادی اسباب کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے، ان میں سے ہم یہاں صرف دواہم مادی عوامل کا ذکر کرتے ہیں جن سے ملک میں امن کی ضمانت دی جاسکتی ہے۔ (۱) عامل اقتصادی (۲) عامل عسکری

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ

وَالصَّیْفِ فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ ھٰذَا الْبَیْتِ الَّذِیْٓ اَطْعَمَھُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَھُمْ مِّنْ خَوْفٍ قریش کے دل بہلانے کے لیے انہیں سرما اور گرما کے سفر سے الفت دلانے کے لیے تاکہ وہ اس گھر کے رب کی عبادت کریں، جس نے انھیں بھوک کے وقت کھلایا، اور خوف کے وقت امن سے نوازا۔(قریش ۱-۵)

اور ایک جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْھُدٰی مَعَکَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا اَوَلَمْ نُمَکِّنْ لَّھُمْ حَرَمًا اٰمِنًا یُّجْبٰٓی اِلَیْہِ ثَمَرٰتُ کُلِّ شَیْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَ لٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ اورانہوں نے کہا اگر ہم تمہارے ساتھ ہدایت کی پیروی کریں گے تو ہم ہماری زمین سے اچک لیے جائیں گے، (اللہ تعالیٰ اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا) کیا ہم نے انھیں امن والے حرم پر اقتدار نہیں دیا جس کی طرف ہر قسم کے میوے ہماری طرف سے رزق کے طور پر سمٹ کر آتے ہیں، لیکن ان کے اکثر لوگ نہیں جانتے۔(القصص/۵۷) مذکورہ دونوں آیات میں مادی اور روحانی دونوں وسائل کی طرف اشارہ ہے۔

جب ملک میں امن عام ہو جاتا ہے لوگ اپنے دین کو امن میں دیکھتے ہیں، اپنے نفسوں کو محفوظ پاتے ہیں، اپنی عقلوں کو امن میں دیکھتے ہیں، اپنے مالوں کو اور عزتوں کو محفوظ پاتے ہیں، اس لیے کہ امن وشانتی ہو تو ہی مذکورہ پانچ چیزوں کی حفاظت ہوتی ورنہ یہ پانچوں چیزیں خطرہ میں پڑ جاتی ہیں۔ مذکورہ پانچ چیزوں کی حفاظت کے لیے قرآن وحدیث میں دو راستے بتائے گئے ہیں۔

کتاب وسنت کی تطبیق سے امن وشانتی-امن وشانتی کے دو راستے:

(۱)**پرہیزگاری کا راستہ**: پرہیزگاری سے ہماری مراد: اللہ کی بتائی ہو شریعت کے مطابق زندگی گزارنا اور احکام شریعت کی پابندی کرنا ہے۔

(۲)**علاج کا راستہ**: علاج والے راستے کا مطلب: اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ حدود ہیں جو امن وشانتی میں خلل ڈالنے والوں کی سرکوبی کے لیے رکھے گئے ہیں۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے کسی بھی حد کو پامال ہوتے ہوئے برداشت نہیں کیا، جب کسی نے حضرت اسامہ بن زید (حب حبیب رسول اللہ) کے ذریعہ فاطمہ مخزومیہ کے حق میں سفارش کی تو آپ کا غصہ بام عروج کو پہنچ گیا اور آپ نے فرمایا: انما أهلك الذين قبلكم أنهم كانوا اذا سرق فيهم الشريف تركوه واذا سرق فيهم الضعيف أقاموا عليه الحد وأيم الله لو أن فاطمة بنت محمد سرقت لقطعت يدها اس سے پہلے جو لوگ ہلاک ہوئے ان کی حالت یہ تھی کہ جب ان میں کوئی شریف خاندان کا آدمی چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور ان میں نچلے خاندان والا چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے، اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو میں اس کے ہاتھ کاٹ دیتا(صحیح البخاری ۳۴۷۵)

(۱)**توحید ربوبیت میں آسمان وزمین کی امن وشانتی**: آسمان وزمین کا نظام امن وسکون کے ساتھ جو چل رہا ہے اس کا بڑا سبب باری تعالیٰ کی توحید ربوبیت ہے۔ یعنی خالق کائنات ایک ہے، اور وہی ساری دنیا کو چلانے والا ہے، خالق کائنات کی وحدانیت نہ ہوتی تو یہ دنیا کبھی کی ختم ہوگئی ہوتی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: لو كان فيهما آلهة الا الله لفسدتا یعنی آسمان وزمین میں کئی الٰہ ہوتے تو ان میں فساد مچ گیا ہوتا۔

(۲)**توحید الوہیت میں ساری انسانیت کی امن وسلامتی**: عام طور پر دنیا میں فساد اور قتل وغارت گری کا بنیادی اور اساسی سبب مذہبی اختلافات ہیں، تیرا معبود الگ اور میرا معبود الگ کا نعرہ ہے۔ اسی لیے اسلام کہتا ہے سب کا خالق ایک ہے، تو معبود بھی ایک ہی ہونا چاہیے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِہٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّکُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰہِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اے لوگو! اس رب کی عبادت کرو جس نے تم کو اور تم سے پہلے والوں کو پیدا کیا شاید کہ تم تقوی والے بن جاؤ، جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا بنایا اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی برسایا پھر اس کے ذریعہ رزق کے طور پر میوے اگائے، اللہ کے ساتھ ساجھی نہ بناؤ اس حال میں کہ تم یہ سب کچھ جانتے ہو۔

(۳)**اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام ادیان کی عبادت گاہوں کی حفاظت**: دین کے معاملے میں اسلام میں کوئی زبردستی نہیں ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے: لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْ م بِاللّٰہِ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی لَا انْفِصَامَ لَھَا وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے گمراہی سے ہدایت واضح ہو چکی ہے، جس کسی نے باطل معبودوں کا انکار کیا، اللہ پر ایمان لایا، تحقیق اس نے مضبوط کڑی تھام لی جو اٹوٹ ہے اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔(البقرہ:۲۵۶)

یہ بات سن کر لوگوں کو بڑا تعجب ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت اور اس کی مدافعت کی وجہ سے ہی زمین پر ساری عبادت گاہیں بچی ہوئی ہیں، ورنہ کبھی کی ختم ہوگئی ہوتیں: فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ لَّھُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ یُذْکَرُ فِیْھَا اسْمُ اللّٰہِ کَثِیْرًا وَلَیَنْصُرَنَّ اللّٰہُ مَنْ یَّنْصُرُہٗ اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ اگر اللہ ہی کی طرف سے بعض سے بعض کا دفاع نہ ہوتا تو نصاری کے چھوٹے گرجا گھر اور بڑے گرجا گھر اور یہودیوں کی عبادت گاہیں اور (مسلمانوں کی) مسجدیں جن میں اللہ کا نام بہت زیادہ لیا جاتا ہے گرا دیے گئے ہوتے، اللہ ضرور مدد کرتا ہے جس کسی کی مدد کرنا چاہتا ہے اور اللہ طاقت ور ہے اور زبردست ہے۔(الحج/۴۰)

(۴) کتاب وسنت میں تمام معبودوں کا احترام: عام طور پر امن وشانتی کوٹھیس اس وقت پہنچتا ہے جب کہ ایک دوسرے کے معبودوں کو برا بھلا کہا جائے ،مثلاً کسی قریہ میں ہندو مسلم آپس میں اس وقت جھگڑ پڑے جب کہ ایک مسلمان نے ایک ہندو سے کہا تمہارے ہنومان جی کو ہمارے خدا نے ایک لات دے مارا تو وہ جا کر سری لنکا میں جا گرا، اب واپس کبھی نہیں آئے گا،تو اس کو سن کر ہندو نے مسلمان سے کہا ہمارے ہنومان جی نے تمہارے خدا کو اتنا زور سے دھکا مارا کہ وہ اوپر چلا گیا اب نیچے آئے گا ہی نہیں، اس طرح دونوں فریق میں گھمسان کی لڑائی ہوگئی، حالانکہ اس مسئلے کا حل اللہ تعالیٰ نے بہت پہلے ہی قرآن میں رکھ دیا ہے فرمایا:

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ تم ان معبودوں کو گالیاں نہ دو، اللہ کے علاوہ جن کی پوجا کی جاتی ہے کیوں کہ ایسا کرنے سے وہ لوگ دشمنی سے علم نہ ہونے کی وجہ سے اللہ کو گالیاں دیں گے۔(الانعام:۱۰۸)

(۵) کتاب وسنت میں امن پسند عیدیں: اسلام میں صرف دو ہی عیدیں ہیں جس میں مسلمان پاک وصاف ہوکر اپنے خالق کی بڑائی بیان کرتے ہوئے امن وشانتی کے ساتھ عیدگاہ جاتا اور دوگانا ادا کر کے گھر واپس اسی تکبیر وتہلیل کے ساتھ آتا ہے، جس میں نہ ناچنا ہے نہ گانا، نہ شراب پینا ہے اور نہ زنا کاری ہے۔ یہ اور اس طرح کے تمام جرائم کو کتاب وسنت میں حرام قرار دیا گیا ہے، اس کے برعکس دوسروں کی عیدیں شراب جیسی ام الخبائث سے تو خالی نہیں ہوتیں، پھر اس کے بعد سارے جرائم کے لیے دروازے کھل جاتے ہیں سب سے بڑا فتنہ آج کے دور میں اختلاط مردوزن کا فتنہ ہے۔ جس سے سارے واقعات رونما ہوتے ہیں ندامت وپچتاوے کے ساتھ معاملہ قتل وغارت گری تک پہنچ جاتا ہے اور تمام کو یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ بعض نادان بدعتی مسلمانوں کے پاس ہونے والے عرس اور صندل کو مسلمانوں کی عید قرار نہ دیں جہاں وہ تمام برائیاں ہوتی ہیں جن کا ذکر ہم نے اوپر کیا ہے، اس لیے یہ صندل اور عرس مسلمانوں کی عیدیں ہو نہیں سکتیں۔

(٦) کتاب وسنت کا حج امن وسلامتی کا پیغام: حج اسلام کا پانچواں رکن ہے، جس کے ذریعہ ایک مسلمان پاک وصاف ہوکر تمام آلائش وزیبائش سے دور ہوکر کفن جیسے دو کپڑوں میں ملبوس ہوکر نکلتا ہے، ان کی زبان پر اللہ کی بڑائی ہوتی ہے۔لبيك اللهم لبيك، لبيك لا شريك لك لبيك، ان الحمد والنعمة لك والملك لا شريك لك اے اللہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، بے شک تمام تعریفیں اور تمام نعمتیں تیری ہی ہیں اور ساتھ ساتھ حج میں قرآن پاک کا یہ اعلان بھی ایک حاجی سنتا رہتا ہے۔فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَ لَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ یعنی جوکوئی اپنے اوپر حج فرض کرلیا، حج میں بے حیائی اور فحش کلامی نہیں، رب کی نافرمانی بھی حرام ہے، ایک دوسرے سے لڑائی وجھگڑا کرنا بھی جائز نہیں (البقرہ/۱۹۷) جو بھی شخص اس طرح کا حج کرتا ہے اس کی تمنا یہ رہتی ہے کہ وہ حج بیت اللہ سے ویسے ہی لوٹے جس طرح پیارے نبی کی زبان مبارک سے مبارکبادی دی گئی ہے۔فرمایا نبی ﷺ نے من حج لله ولم يرفث ولم يفسق رجع كيوم ولدته امه جس کسی نے اللہ کے لیے حج کیا، اس نے حج میں بے حیائی اور فحش گوئی نہیں کی اور نہ ہی اپنے رب کی نافرمانی کی وہ اس طرح پاک وصاف ہوکر لوٹے گا جیسا کہ آج ہی اس کی ماں نے اس کو جنا ہے(صحیح البخاری/۱۵۲۰)

(۷) کتاب وسنت کے ذریعہ دین کی حفاظت: دین اسلام کسی بھی شخص کو کسی خاص مذہب کے قبول کرنے پر مجبور نہیں کرتا البتہ اگر کسی نے اپنی مرضی سے اسلام قبول کرلیا تو اس کو اس دین کا حق ادا کرنے کی تلقین کرتا ہے، اسلام میں داخل ہوکر پھر اگر مرتد ہوگیا تو اس کا بدلہ قتل رکھا گیا ہے۔فرمان باری تعالیٰ ہے۔وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ جوکوئی اپنے دین سے مرتد ہوجائے پھر وہ کفر کی حالت میں مرجائے، ایسے لوگوں کی دنیا وآخرت دونوں جگہ کے اعمال برباد ہوجائیں گے اور یہی لوگ جہنمی ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے (البقرہ/۲۱۷) یہ سزا اس کے دین کی حفاظت کے لیے رکھی گئی ہے تاکہ دین کو کھلواڑ نہ بنالے۔لوگوں کے پاس دین کوئی مذاق نہ بن جائے۔

(۸) کتاب وسنت کے ذریعہ نسل کی حفاظت: دین اسلام نے افزائش نسل اور اس کی حفاظت کے لیے نکاح کا مقدس بندھن رکھا ہے، اس کے تفصیلی احکام قرآن وحدیث میں آئے ہیں، البتہ اس کی خلاف ورزی کر کے بدکاری پر آمادہ ہونے والوں کی بھی بڑی سخت سزا رکھی ہے: فرمایا:اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ زانی مرد ہو کہ یا عورت ہر ایک کو ان میں سے (۱۰۰) کوڑے لگائے جائیں اور ان دونوں پر دین کے معاملے میں تمہیں کوئی ترس نہ آئے۔ اور ان کو سزا دیتے وقت مؤمنوں کی ایک جماعت حاضر رہے۔

(۹) کتاب وسنت کے ذریعہ عقل انسانی کی حفاظت: عقل انسانی کو ماؤف بنانے والی چیزوں میں سے شراب اور اس جیسی تمام نشہ آور چیزیں ہیں، جیسا کہ شراب کی تعریف میں کہا گیا الخمر ما خامر العقل یعنی خمر وہ ہے جو عقل انسانی کو ڈھانک دے۔ چنانچہ اس طرح کے نقصان سے عقل کو بچانے کے لیے کتاب وسنت میں شراب نوشی کو حرام قرار دیا گیا اور شراب پینے والے کو (۸۰) اسی کوڑے لگانے کا حکم دیا گیا۔اور شراب کو ام الخبائث قرار دے

کر ہمیشہ کے لئے اس کی حرمت کا اعلان کر دیا گیا۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ اے ایمان والو! بلاشبہ شراب، جوا، تھان اور فال نکالنے کے پانسے اور تیر یہ سب گندی باتیں اور شیطانی کام ہیں، ان سے بالکل الگ رہو تا کہ تم فلاح پا جاؤ۔ (المائدہ: ۹۰)

خصوصا شراب ایک ایسی خطرناک برائی ہے جو تمام برائیوں کے لیے راستے کھولتی ہے، جیسا کہ سنن نسائی میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پرانے زمانہ میں ایک عابد جو عورتوں سے دور اپنی عبادت میں مصروف رہتا تھا، ایک بدکار عورت نے اس کو اپنے دام فریب میں پھنسانا چاہا، چنانچہ اس نے اس کے پاس اپنی لونڈی بھیج کر یہ کہلوا بھیجا کہ وہ کلمہ شہادت پڑھنا چاہتی ہے وہ آکر اس کو پڑھا کر جائیں چنانچہ یہ سن کر وہ عابد اس لونڈی کے پیچھے پیچھے چلا گیا، اور وہ اس کو ایک بڑے محل میں لے کر گئی، جب بھی ایک دروازے سے گزرتا، وہ دروازہ اس پر بند کر دیا جاتا یہاں تک کہ جب اندر تک پہنچا تو وہاں ایک خوبصورت دوشیزہ کو دیکھا جو تخت پر بیٹھی ہوئی تھی اور اپنے پاس ایک طرف ایک معصوم چھوٹا بچہ اور دوسری طرف بہترین شراب رکھی ہوئی تھی، اور خود کو بھی بنا سنوار کر دعوت بدکاری دے رہی تھی، کہا میں نے تجھے کلمہ شہادت کے لیے نہیں صرف مجھ سے ہم بستری کے لیے بلایا ہے، تو اس عابد نے انکار کر دیا اس پر اس عورت نے کہا: یا پھر کم از کم اس بچے کو قتل کر دے یا پھر شراب پی لے، ورنہ میں تجھے بدنام کر دوں گی، چنانچہ اس نے سب سے آسان گناہ سمجھ کر شراب پی لیا، مزید پلانے کے لیے کہا یہاں تک کہ جب نشہ میں شرابور ہوا تو اس نے اس بچہ کو قتل کر ڈالا اور اس عورت سے منہ کالا بھی کر لیا۔ یہ ہے شراب جو تمام برائیوں کی جڑ اور ام الخبائث ہے۔ (سنن نسائی/ ۵۶۶۶، قال الالبانی صحیح موقوف)

(۱۰) کتاب وسنت مال کی حفاظت کا ذریعہ: انسان کی یہ فطرت ہے کہ وہ مال کو بہت زیادہ پسند کرتا ہے اور اسی سے اس کی دنیوی زندگی کا قوام ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے وانه لحب الخير لشديد بیشک وہ مال کی محبت میں بڑا سخت ہے۔ (العادیات: ۸) دنیا میں عام انتشار اور فساد مال کی وجہ سے ہوتا ہے، ہر برائی کے پیچھے مال کا مسئلہ ضرور ہوتا ہے۔ مال کی حفاظت کی خاطر چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم اسلام نے دیا ہے۔ مال محفوظ جگہ میں ہو پھر بھی چور چرا لے، اس وقت حکم ہوتا ہے: وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْۤا اَیْدِیَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ چوری کرنے والا مرد اور چوری کرنے والی عورت ان دونوں کے ہاتھ کاٹ دو، ان کے کیے ہوئے کرتوت کے بدلے میں اللہ کی طرف سے سزا کے طور پر اور اللہ زبردست ہے اور حکمتوں والا ہے۔ (المائدہ: ۳۸)

(۱۱) کتاب وسنت کے ذریعہ عزت وآبرو کی حفاظت: اسلام ساری انسانیت کو عفت و پاکدامنی کے آسمان پر بٹھانا چاہتا ہے، اسی لیے عزت و آبرو کو بہت بڑا مقام دے رکھا ہے، اور ایسے بھی عزت و آبرو انسان کی بیش بہا دولت ہے اس کی حفاظت کے لیے انسان جتنی بھی دولت خرچ کر دے کم ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے عزت و آبرو کے ساتھ کھیلنے والوں پر حد قذف جاری کرنے کا حکم دے کر انسانیت پر بڑا احسان کیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِیْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ اور وہ لوگ جو پاکدامنوں پر الزام دھرتے ہیں، پھر چار گواہ لاتے نہیں، انہیں اسی (۸۰) کوڑے لگاؤ۔ اور ان کی گواہی کو ہرگز قبول نہ کرو اور وہ لوگ نافرمان ہیں۔ (النور: ۴)

خلاصہ کلام یہ کہ عمل بالقرآن والحدیث انفرادی امن اور اجتماعی امن دونوں قسم کے امن بلکہ پورے امن عالم کا ضامن ہے، اسلام نے امن وشانتی کے لیے جہاں روحانی ذرائع پر زور دیا ہے۔ جن میں سرفہرست توحید باری تعالیٰ ہے۔ وہاں مادی ذرائع جیسے اقتصادی اور عسکری عوامل کو بھی مستحکم کرنے کا حکم دیا ہے۔ امن وسلامتی کے لیے غیروں کے معبودوں کو برا بھلا نہ کہنا، کسی کو اسلام لانے پر زبردستی نہ کرنا اور دوسروں کی عبادت گاہوں کا احترام کرنا سکھاتا ہے۔ یہی وہ اہم ترین عوامل ہیں جن میں خلل آ جائے تو امن عالم کو خطرات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ سب کا خالق ایک بتا کر اور سب کو ایک ہی ماں اور باپ کی اولاد بتا کر آپسی خاندانی تعصّبات کو ختم کرتا ہے اس طرح امن قائم کرنے کے راستے ہموار کر کے پوری انسانیت کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔

اللہ کی بتائی ہوئی شریعت کے مطابق زندگی گزارنے اور احکام شریعت کی پابندی کرنے سے نیکوکاروں کے لیے پرہیزگاری کا راستہ مل جاتا ہے۔ اور بدکرداروں کی سرکوبی کے لیے بہترین علاج اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ حدود بتائے گئے ہیں۔ ہر دو حالات میں خود کے لیے بھی امن وشانتی ہے غیروں کے لیے بھی امن وسلامتی کی راہیں ہموار ہو جاتی ہیں۔ اس طرح دنیا کے کونے کونے میں ضروریات خمسہ (دین، جان، مال، عقل اور عزت) کی جب حفاظت ہو جاتی ہے تو ہر شخص کے لیے اس کی پوری دنیا اس کے آنکھوں کے سامنے اس کے قدموں تلے سمٹ کر آ جاتی ہے۔ اسی کی تعبیر کرتے ہوئے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا ہے: من اصبح آمنا في سربه، معافى في بدنه، عنده قوت يومه فكأنما حيزت له الدنيا بهذا فيرها جس کسی نے اپنے گھر میں امن کے ساتھ اور اپنے بدن میں عافیت کے ساتھ صبح کی اور اس کے سامنے دن بھر کی غذا ہو، گویا کہ پوری دنیا اس کے پاس سمٹ کر آ گئی۔ (سنن الترمذی/ ۲۳۳۶) عمل بالقرآن والحدیث کا مقصد بھی یہی ہے۔

اللہ تعالیٰ ساری انسانیت کو تادم زیست امن وشانتی والی زندگی عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆

خواب اسلام کی نظر میں

ڈاکٹر امان اللہ محمد اسماعیل مدنی
مدرس مسجد نبوی شریف

مصادر اساسی قرآن وحدیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعتِ اسلامیہ نے جہاں ہر مسئلے میں رائے زنی کی ہے وہیں خواب کا بھی مفصل ذکر کیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خواب کا شریعتِ اسلامیہ سے بڑا گہرا ربط وتعلق ہے۔

چونکہ خواب سے متعلق لوگوں کے مختلف افکار ونظریات پائے جاتے ہیں، بسا اوقات خواب کا سہارا لیکر بہت سارے لوگ باطل کو حق کا جامہ پہنا کر اپنانے کی کوشش کرتے ہیں، نیز اس مسئلے میں حق وباطل کی آمیزش بھی ہو چکی ہے، لہذا خواب کے بارے میں معرفت وجانکاری حاصل کرنا لازمی امر ہے۔

قرآن وحدیث میں وارد خواب کے مسائل پر طائرانہ نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بالعموم دو طرح کے لوگوں کے خواب کا ذکر قرآن وحدیث میں ہوا ہے:

۱- انبیاء علیہم السلام کا خواب۔ ۲- غیر انبیاء کا خواب۔

انبیاء علیہم السلام کا خواب: پوری امت اسلامیہ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ انبیاء ورسل کا خواب سچا ہونے کے ساتھ ساتھ وحی الہی کا حصہ ہے، صحیح بخاری میں وارد ہے کہ: "رُؤيَـا الأَنبِيَـاءِ وَحيٌ "[صحیح بخاری حدیث: ۱۳۸]، یعنی انبیاء اور رسولوں کا خواب وحی الہی کا حصہ ہے۔

قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے متعدد انبیاء کے خوابوں کا ذکر فرمایا ہے:

۱- ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ کا خواب: قرآن کریم میں ابراہیم علیہ السلام کا اپنے جگر گوشہ کو رضاء الہی کے حصول کیلئے ذبح کرنے کا قصہ بہت معروف ومشہور ہے، اس حکمِ الہی کا تعلق بھی خواب ہی سے تھا، جس کی تعمیل باپ بیٹے نے مل کر بخوشی فرمائی۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے: " فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَى فِي المَنَامِ أَنِّي أَذبَحُكَ فَانظُر مَاذَا تَرَى قَالَ يَا أَبَتِ افعَل مَا تُؤمَرُ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ (۱۰۲) فَلَمَّا أَسلَمَا وَتَلَّهُ لِلجَبِينِ (۱۰۳) وَنَادَينَاهُ أَن يَا إِبرَاهِيمُ (۱۰۴) قَد صَدَّقتَ الرُّؤيَا إِنَّا كَذَلِكَ نَجزِي المُحسِنِينَ (۱۰۵) إِنَّ هَذَا لَهُوَ البَلَاءُ المُبِينُ (۱۰۶) وَفَدَينَاهُ بِذِبحٍ عَظِيمٍ [الصافات: ۱۰۲-۱۰۷]۔

ترجمہ: پھر جب وہ (بچہ) اتنی عمر کو پہنچا کہ اس کے ساتھ چلے پھرے، تو اس نے کہا: اے میرے بیٹے! میں خواب میں اپنے آپ کو تجھے ذبح کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں، تو تمہارا کیا خیال ہے؟ بیٹے نے کہا: ابو جان! آپ کو جس چیز کا حکم دیا گیا ہے آپ اسے کر گزریں، ان شاء اللہ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ پھر جب دونوں اس حکم الہی کی تعمیل کے لیے تیار ہوگئے اور باپ نے بیٹے کو کروٹ کے بل لٹا دیا اور ہم نے اسے پکارا: اے ابراہیم! تو نے اپنا خواب سچ کر دکھایا ہے، بے شک ہم نیکوکاروں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں، بلاشبہ یہ کھلی آزمائش ہی تھی، اور ہم نے اس کے بدلے میں ایک عظیم جانور ذبح کرنے کے لئے دیا۔

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: كانت الرسل يأتيهم الوحى من الله تعالى أيقاظا ورقودا، فإن الأنبياء لا تنام قلوبهم. وهذا ثابت فى الخبر المرفوع، قال صلى الله عليه وسلم: " إنا معاشر الأنبياء تنام أعيننا ولا تنام قلوبنا." وقال ابن عباس: رؤيا الأنبياء وحى، واستدل بهذه الآية. [الجامع لأحكام القرآن للقرطبى ۷/۲۷].

ترجمہ: انبیاء اور رسولوں پر اللہ کی جانب سے عالم بیداری وخواب کی حالت میں وحی کا نزول ہوتا تھا، کیونکہ انبیاء کے دل سوتے نہیں تھے، اور یہ چیز مرفوع حدیث سے ثابت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ہم انبیاء کی آنکھیں تو سوتی ہیں لیکن دل نہیں سوتے، اور ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: انبیاء کا خواب وحی ہے، اور اس آیت کریمہ سے انہوں نے یہ استدلال کیا۔

۲- یوسف علیہ السلام کا خواب: قرآن کریم میں یوسف علیہ السلام کا خواب اور اس کی تعبیر کا بھی ذکر ہوا ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے: "إِذ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنِّي رَأَيتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوكَبًا وَالشَّمسَ وَالقَمَرَ رَأَيتُهُم لِي سَاجِدِينَ" [یوسف: ۴]۔

ترجمہ: جب یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا: اے میرے ابا جان! میں نے دیکھا کہ گیارہ ستارے، سورج اور چاند مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔

اور اللہ تعالی نے یوسف علیہ السلام کے خواب کی تعبیر بیان کرتے ہوئے فرمایا: " وَرَفَعَ أَبَوَيهِ عَلَى العَرشِ وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا وَقَالَ يَا أَبَتِ هَذَا تَأوِيلُ رُؤيَايَ مِن قَبلُ قَد جَعَلَهَا رَبِّي حَقًّا" [یوسف: ۱۱۰]۔

ترجمہ: اور انہوں نے اپنے ماں باپ کو تخت پر بیٹھایا اور سب ان کے آگے سجدے میں گر گئے، اور یوسف علیہ السلام نے کہا: ابا جان! یہ میرے خواب کی تعبیر

ہے جسے میرے رب نے سچ کردیا ہے۔

مفسرین رحمہم اللہ ذکر فرماتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام کے خواب کی تعبیر چالیس سال بعد پیش آئی۔[تفسیر القرطبی ۹/۱۲۹، وتفسیر ابن کثیر ۱/۲۷۴]۔

۳- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب: قرآن کریم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب کا بھی ذکر موجود ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے: "إِذْ يُرِيكَهُمُ اللَّهُ فِي مَنَامِكَ قَلِيلًا وَلَوْ أَرَاكَهُمْ كَثِيرًا لَفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَلَكِنَّ اللَّهَ سَلَّمَ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ [الأنفال:۴۳]۔

ترجمہ: جب اللہ نے آپ کے خواب میں آپ کو ان کی تعداد کم دکھائی اور اگر وہ آپ کو ان کی تعداد زیادہ دکھاتا تو تم ضرور ہمت ہار دیتے اور اس معاملے میں تم آپس میں اختلاف کرنے لگتے پس اللہ نے تمہیں اس سے بچالیا بیشک اللہ سینوں کے بھید کو بخوبی جانتا ہے۔

امام طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قال مجاهد: أراه الله إياهم في منامه قليلا فأخبر النبي صلى الله عليه وسلم أصحابه بذلك، فكان تثبيتًا لهم.[تفسیر الطبری ۱۳/۵۷۰]۔

ترجمہ: مجاہد فرماتے ہیں: اللہ تعالی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں کفار کی تعداد کم دکھائی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خبر اپنے اصحاب کو دیدی جس کی وجہ سے یہ خبر ان کی ثابت قدمی کا سبب بنی۔

قرآن کریم میں اللہ تعالی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اور خواب کا یوں ذکر فرمایا ہے، جسے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ سے پہلے دیکھا تھا، اللہ تعالی فرماتا ہے: "لَقَدْ صَدَقَ اللَّهُ رَسُولَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ مُحَلِّقِينَ رُءُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ لَا تَخَافُونَ [الفتح: ۲۷].

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالی نے اپنے رسول کو خواب سچا دکھایا کہ ان شاء اللہ تم یقیناً پورے امن وامان کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہوگے۔ سر منڈواتے ہوئے اور سر کے بال کترواتے ہوئے نڈر ہوکر۔

ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُرِيَ فِي الْمَنَامِ أَنَّهُ دَخَلَ مَكَّةَ وَطَافَ بِالْبَيْتِ فَأَخْبَرَ أَصْحَابَهُ بِذَلِكَ وَهُوَ بِالْمَدِينَةِ، فَلَمَّا سَارُوا عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ لَمْ يَشُكَّ جَمَاعَةٌ مِنْهُمْ أَنَّ هَذِهِ الرُّؤْيَا تَتَفَسَّرُ هَذَا الْعَامَ، فَلَمَّا وَقَعَ مَا وَقَعَ مِنْ قَضِيَّةِ الصُّلْحِ وَرَجَعُوا عَامَهُمْ ذَلِكَ عَلَى أَنْ يَعُودُوا مِنْ قَابِلٍ، وَقَعَ فِي نُفُوسِ بَعْضِ الصَّحَابَةِ مِنْ ذَلِكَ شَيْءٌ، حَتَّى سَأَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي ذَلِكَ، فَقَالَ لَهُ فِيمَا قَالَ: أَفَلَمْ تَكُنْ تُخْبِرُنَا أَنَّا سَنَأْتِي الْبَيْتَ وَنَطُوفُ بِهِ؟ قَالَ: "بَلَى، أَفَأَخْبَرْتُكَ أَنَّكَ تَأْتِيهِ عَامَكَ هَذَا" قَالَ: لَا قَالَ: "فَإِنَّكَ آتِيهِ وَمُطَوِّفٌ بِهِ." وَبِهَذَا أَجَابَ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَيْضًا حَذْوَ الْقُذَّةِ بِالْقُذَّةِ؛ وَلِهَذَا قَالَ تَعَالَى: }لَقَدْ صَدَقَ اللَّهُ رَسُولَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ" [تفسير ابن كثير ۷/۳۵۶].

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ آپ مکہ میں داخل ہوئے اور خانہ کعبہ کا طواف کئے، اس خواب کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ ہی میں اپنے اصحاب کو دیدی، جب حدیبیہ کے سال وہ لوگ مدینہ سے نکلے تو لوگوں کو یہ شک نہیں تھا کہ اس خواب کی تعبیر پیش نہیں آئیگی، لیکن جب کفار اور مسلمانوں کے درمیان مصالحت ہوئی اور یہ بات طے پائی کہ اس سال مسلمان واپس چلے جائیں گے اور آئندہ سال عمرہ ادا کریں گے تو اس پر بعض صحابہ کرام کے دل میں شک پیدا ہوا، یہاں تک کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں سوال کیا کہ: کیا آپ نے یہ نہیں بتایا تھا کہ ہم خانہ کعبہ پہنچیں گے اور اس کا طواف کریں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: کیا میں نے یہ بتایا تھا کہ تم لوگ اسی سال خانہ کعبہ پہنچوگے اور اس کا طواف کروگے؟ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ضرور خانہ کعبہ پہنچوگے اور اس کا طواف کروگے۔ بالکل اسی طرح ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی جواب دیا تو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "لقد صدق اللہ۔۔۔۔۔"۔

اسی طرح صحیح احادیث میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب کا ذکر بکثرت ملتا ہے، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی کا آغاز خواب ہی سے ہوا، فعَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا قَالَتْ: أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فِي النَّوْمِ، فَكَانَ لَا يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ، ثُمَّ حُبِّبَ إِلَيْهِ الْخَلَاءُ، وَكَانَ يَخْلُو بِغَارِ حِرَاءٍ فَيَتَحَنَّثُ فِيهِ" [صحیح بخاری حدیث:۳]۔

ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پہلے سچے خواب کے ذریعہ وحی ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کوئی خواب دیکھتے تو صبح کی روشنی کی طرح رونما ہوتا، پھر آپ کو تنہائی پسند آنے لگے، آپ غار حراء میں تنہائی اختیار کرتے اور وہاں اللہ کی عبادت کرتے۔

شریعت اسلامیہ میں خواب کو نبوت ورسالت کا چھیالیسواں (۴۶) حصہ قرار دیا گیا ہے، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: »الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ، مِنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ، جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا

مِنَ النُّبُوَّةِ«[صحيح بخاري حديث: ٦٩٨٣].

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نیک آدمی کا سچا خواب نبوت کے چھیالیسویں حصے میں سے ایک حصہ ہے۔

غیر انبیاء کا خواب: غیر انبیاء کے خواب کو ہم تین قسموں میں تقسیم کرسکتے ہیں:

۱- **نیک وصالح لوگوں کا خواب:** یہ وہ اچھے خواب ہیں جنہیں اللہ کے اچھے اور نیک بندے دیکھا کرتے ہیں، اللہ کے نیک بندوں کے خواب مبشرات میں سے ہیں، اور یہ اللہ کا اپنے نیک بندوں پر انعام واکرام ہے۔

عن أَبِی هُرَیرَةَ، قَالَ: سَمِعتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: »لَم يَبقَ مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا المُبَشِّرَاتُ « قَالُوا: وَمَا المُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ: »الرُّؤيَا الصَّالِحَةُ« [صحيح بخاري حديث: ٦٩٩٠].

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: نبوت میں سے صرف بشارتیں باقی رہ گئی ہیں، لوگوں نے کہا: بشارتیں کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سچا خواب۔

وعَنِ ابنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَشَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ السِّتَارَةَ وَالنَّاسُ صُفُوفٌ خَلفَ أَبِی بَكرٍ، فَقَالَ: »أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّهُ لَم يَبقَ مِن مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ إِلَّا الرُّؤيَا الصَّالِحَةُ، يَرَاهَا المُسلِمُ، أَو تُرَى لَهُ« [صحيح مسلم حديث: ٤٧٩].

ترجمہ: عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ ہٹایا تو دیکھا کہ لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے صف باندھے کھڑے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگو! نبوت کی بشارتوں میں سے صرف سچا خواب ہی باقی رہ گیا ہے، جسے مسلمان دیکھا کرتے ہیں یا اسے دکھایا جاتا ہے۔

۲- وہ خواب جس کے بارے میں انسان بیداری کی حالت میں سوچتا ہے اور وہی چیز وہ خواب میں دیکھتا ہے، جسے تحدیث نفس (وہ باتیں جو آدمی کے دل میں پیدا ہوتی ہیں) سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

۳- وہ خواب جو شیطان کی جانب سے بندوں کو دکھایا جاتا ہے۔

ان تینوں اقسام کے خواب کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں" إِذَا اقتَرَبَ الزَّمَانُ لَم تَكَد رُؤيَا المُسلِمِ تَكذِبُ، وَأَصدَقُكُم رُؤيَا أَصدَقُكُم حَدِيثًا، وَرُؤيَا المُسلِمِ جُزءٌ مِن خَمسٍ وَأَربَعِينَ جُزءًا مِنَ النُّبُوَّةِ، وَالرُّؤيَا ثَلَاثَةٌ: فَرُؤيَا الصَّالِحَةِ بُشرَى مِنَ اللهِ، وَرُؤيَا تَحزِينٌ مِنَ الشَّيطَانِ، وَرُؤيَا مِمَّا يُحَدِّثُ المَرءُ نَفسَهُ، فَإِن رَأَى أَحَدُكُم مَا يَكرَهُ فَليَقُم فَليُصَلِّ، وَلَا يُحَدِّث بِهَا النَّاسَ " [صحيح مسلم حديث: ٢٢٦٣].

ترجمہ: جب زمانہ قریب ہوگا تو مسلمان کا خواب بہت کم غلط ہوگا، ان لوگوں کا خواب زیادہ سچا ہوگا جو زیادہ سچ بولیں گے، مؤمن کا خواب نبوت کے پینتالیسویں (۴۵) حصوں میں سے ایک حصہ ہوگا۔ خواب تین قسم کا ہوتا ہے: نیک خواب اللہ کی جانب سے بشارت ہے، کچھ خواب شیطان کی جانب سے باعث رنج وغم ہوتے ہیں، جبکہ کچھ خواب تحدیث نفس کے قبیل سے ہے، اگر کوئی برا خواب دیکھے تو وہ کھڑا ہوجائے اور نماز ادا کرے، اوراس برا خواب کو لوگوں سے بیان نہ کرے۔

ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قوله: الرؤيا الحسنة من الرجل الصالح. هذا يقيد ما أطلق في غير هذه الرواية كقوله: رؤيا المؤمن جزء ولم يقيدها بكونها حسنة ولا بأن يراها صالح، ووقع في حديث أبي سعيد: الرؤيا الصالحة وهو تفسير المراد بالحسنة هنا.

قال المهلب: المراد غالب رؤيا الصالحين؛ وإلا فالصالح قد يرى الأضغاث ولكنه نادر لقلة تمكن الشيطان منهم؛ بخلاف عكسهم فإن الصدق فيها نادر لغلبة تسلط الشيطان عليهم، قال: فالناس على هذا ثلاث درجات: الأنبياء ورؤياهم كلها صدق وقد يقع فيها ما يحتاج إلى تعبير، والصالحون والأغلب على رؤياهم الصدق وقد يقع فيها ما لا يحتاج إلى تعبير، ومن عداهم يقع في رؤياهم الصدق والأضغاث وهي على ثلاثة أقسام: مستورون فالغالب استواء الحال في حقهم، وفسقة والغالب على رؤياهم الأضغاث ويقل فيها الصدق، وكفار ويندر في رؤياهم الصدق جدا، ويشير إلى ذلك قوله صلى الله عليه و سلم: وأصدقهم رؤيا أصدقهم حديثا.[فتح الباري لابن حجر ١٢/٣٦٢].

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "سچا خواب نیک آدمی کی طرف سے" یہ ان روایتوں کو مقید کردیتا ہے جن میں عام مؤمنین کے خواب کا ذکر ہے، مثال کے طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان "رؤيا المؤمن جزء" یعنی عام مؤمن کا عام خواب، اس میں نیک آدمی اور سچا خواب کا ذکر نہیں ہے، اور ابوسعید کی روایت میں "الرؤيا الصالحة" ہے اور یہی تفسیر ہے "الرؤيا الحسنة" کی۔

مہلب کہتے ہیں: نیک لوگوں کے خواب سے مراد اکثر نیک لوگوں کا خواب ہے، کیونکہ بسا اوقات نیک لوگوں کا خواب اضغاث احلام (ایسا خیال جو دہشت پیدا کرے) کے قبیل سے ہوتا ہے، لیکن یہ شاذ ونادر ہے، کیونکہ شیطان کا ان نیک لوگوں پر اثر بہت کم ہوتا ہے، اس کے برعکس غیر صالح لوگوں کا خواب بہت کم ہی سچ ہوتا ہے کیونکہ ایسے لوگوں پر شیطان کا غلبہ بہت زیادہ ہوتا ہے۔

مہلب مزید فرماتے ہیں:اس معاملہ میں لوگوں کے خواب تین قسم کے ہوتے ہیں:

۱-انبیاء کا خواب: انبیاء علیہم السلام کا خواب بالکل سچا ہوتا ہے، اور کبھی کبھار ان کے خواب کی تعبیر کی ضرورت ہوتی ہے۔

۲-نیک لوگوں کا خواب: غالبا ان کا خواب سچا ہوتا ہے،لیکن بسا اوقات ان کے بعض خواب کی کوئی تعبیر نہیں ہوتی ہے۔

۳-غیر صالحین کا خواب: ایسے لوگوں کا خواب سچ بھی ہوتا ہے اور اضغاث احلام میں سے بھی ہوتا ہے،اور اس طرح کا خواب تین طرح کے لوگوں کے ہوتے ہیں:

۱-مستور الحال والے لوگ: ایسے لوگوں کا خواب تقریبا ان کے حالات کے مطابق ہی ہوتا ہے۔

۲-فاسق وفاجر لوگوں کا خواب: غالبا ان کا خواب اضغاث احلام کے قبیل سے ہوتا ہے،اور ایسے لوگوں کا خواب بہت کم ہی سچ ہوتا ہے۔

۳-کفار کا خواب: ایسے لوگوں کے خواب میں سچ بہت ہی کم ہوتا ہے،اور اسی چیز کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اشارہ کر رہا ہے: ان لوگوں کا خواب زیادہ سچا ہوتا ہے جو زیادہ سچ بولتے ہیں۔

خواب سے متعلق اہم مسائل:

مسئلہ نمبر (۱) کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا ممکن ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا ممکن ہے، اس سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث وارد ہے: عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: »مَنْ رَآنِي فِي المَنَامِ فَقَدْ رَآنِي، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لاَ يَتَخَيَّلُ بِي، وَرُؤْيَا المُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ« [صحيح بخاری حديث: ۶۹۹۴].

ترجمہ: جس نے مجھے خواب میں دیکھ لیا اس نے مجھے حقیقت میں دیکھ لیا، کیونکہ شیطان میری شکل اختیار نہیں کرسکتا، مؤمن کا خواب نبوت کے چھیالیسویں حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔

اسی طرح صحیح بخاری میں ایک حدیث یوں مروی ہے: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: »مَنْ رَآنِي فِي المَنَامِ فَسَيَرَانِي فِي اليَقَظَةِ، وَلاَ يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِي« قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: قَالَ ابْنُ سِيرِينَ: »إِذَا رَآهُ فِي صُورَتِهِ« [صحيح بخاری حديث: ۶۹۹۳]

ترجمہ: جس نے مجھے خواب میں دیکھ لیا وہ مجھے بیداری کی حالت میں دیکھے گا، شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا۔امام بخاری فرماتے ہیں: ابن سیرین نے فرمایا: جب کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل وصورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھے۔

اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت بیداری میں دیکھنا ممکن ہے، اس سلسلے میں صوفی خرافات کی کثرت سے ہم تمام لوگ واقف ہیں۔

لیکن اس حدیث میں وارد " فَسَيَرَانِي فِي اليَقَظَةِ" کے بارے میں یہ کہا جائے گا کہ اکثر روایتوں میں تیقن کے ساتھ "مَنْ رَآنِي فِي المَنَامِ فَقَدْ رَآنِي " ہی وارد ہے، یا شک کے ساتھ »مَنْ رَآنِي فِي المَنَامِ فَسَيَرَانِي فِي اليَقَظَةِ، أَوْ لَكَأَنَّمَا رَآنِي فِي اليَقَظَةِ، «[صحیح مسلم حدیث:۲۲۶۶] وارد ہے، اس لئے " فَسَيَرَانِي فِي اليَقَظَةِ" کے بارے میں قول فیصل یہی ہے،اس کا معنی وہی ہے جو صحیح مسلم اور دوسری حدیث کی کتابوں میں ہے" أَوْ لَكَأَنَّمَا رَآنِي فِي اليَقَظَةِ"یعنی شک کے ساتھ۔

یا یہ کہا جائے گا کہ یہ حکم ان صحابہ کرام کے لئے ہے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنا دیکھے اسلام قبول کیا تھا،ایسے لوگوں کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ لوگ مجھے ضرور دیکھیں گے۔[مزید وضاحت کیلئے دیکھیں فتح الباری لابن حجر۱۲/۳۸۳]۔

مسئلہ نمبر (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کی تصدیق کیسے ہوگی؟: گزشتہ مسئلے میں یہ بات واضح ہوگئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا ممکن ہے، البتہ یہ مسئلہ باقی رہ جاتا ہے کہ ہمیں کیسے معلوم ہوگا کہ ہم نے صحیح طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے؟ تو اس سلسلے میں یہی کہا جائے گا کہ صحیح بخاری میں وارد لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی اصلی شکل وصورت میں دیکھا تو یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو حقیقت میں دیکھا ہے، جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ابن سیرین کا قول نقل فرمایا ہے۔

ابن سیرین سے اگر کوئی کہتا کہ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے تو وہ اس سے سوال کرتے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ بیان کرو، اگر وہ صحیح وصف بیان کرتا تو کہتے کہ تم نے صحیح معنے میں دیکھا ہے، اور اگر صحیح وصف بیان نہیں کرپاتا تو کہتے کہ تم نے نہیں دیکھا ہے، اور یہ چیز عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔[فتح الباری لابن حجر۱۲/۳۸۴]۔

معلوم ہوا کہ اگر کسی نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلی شکل وصورت میں دیکھا تب ہی ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ صحیح معنے میں اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے، ورنہ نہیں۔

مسئلہ نمبر (۳) کیا خواب کی تعبیر ہوتی ہے؟: قرآن، حدیث اور سلف صالحین کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ خواب کی تعبیر ہوتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خواب کی تعبیر بیان فرماتے جیسا کہ حدیث اس طرف اشارہ کررہی ہے، عَن عبد الله ابن عمر رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ، قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ، إِذَا رَأَى رُؤيَا قَصَّهَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فَتَمَنَّيتُ أَن أَرَى رُؤيَا، فَأَقُصَّهَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ، وَكُنتُ غُلامًا شَابًّا، وَكُنتُ أَنَامُ فِي المَسجِدِ عَلَى عَهدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فَرَأَيتُ فِي النَّومِ كَأَنَّ مَلَكَينِ أَخَذَانِي، فَذَهَبَا بِي إِلَى النَّارِ، فَإِذَا هِيَ مَطوِيَّةٌ كَطَيِّ البِئرِ وَإِذَا لَهَا قَرنَانِ وَإِذَا فِيهَا أُنَاسٌ قَد عَرَفتُهُم، فَجَعَلتُ أَقُولُ: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ، قَالَ: فَلَقِيَنَا مَلَكٌ آخَرُ فَقَالَ لِي: لَم تُرَع. فَقَصَصتُهَا عَلَى حَفصَةَ فَقَصَّتهَا حَفصَةُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: »نِعمَ الرَّجُلُ عَبدُ اللَّهِ، لَو كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيلِ « فَكَانَ بَعدُ لاَ يَنَامُ مِنَ اللَّيلِ إِلَّا قَلِيلًا" [صحيح بخارى حديث: ١١٢١].

ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جب خواب دیکھتے تو اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے، میری بھی خواہش ہوئی کہ میں بھی خواب دیکھوں اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کروں، اور میں ان ایام میں نوجوان تھا، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کے زمانے میں مسجد میں سویا کرتا تھا، میں نے خواب دیکھا کہ دو فرشتے مجھے پکڑے ہوئے ہیں اور مجھے جہنم کی طرف لے جارہے ہیں، میں نے دیکھا کہ جہنم کنواں کی طرح بنی ہوئی ہے، اور اسکے دو کنارے ہیں، اور اس میں کچھ لوگ بھی ہیں جنہیں میں نے پہچان لیا، میں کہنے لگا: میں آگ سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں، عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہماری ملاقات ایک دوسرے فرشتے سے ہوئی، اس نے مجھ سے کہا: ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے۔

عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ خواب حفصہ رضی اللہ عنہا کو سنایا، پھر حفصہ رضی اللہ عنہا نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عبداللہ بہت ہی اچھے آدمی ہیں، کاش! وہ قیام اللیل کیا کرتے، اس کے بعد عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ رات میں بہت کم سویا کرتے تھے۔

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وكان يوسف عليه السلام أعلم الناس بتأويلها، وكان نبينا صلى الله عليه وسلم نحو ذلك، وكان الصديق رضى الله عنه من أعبر الناس لها، وحصل لابن سيرين فيها التقدم العظيم، والطبع والإحسان، ونحوه أو قريب منه كان سعيد بن المسيب فيما ذكروا.[تفسير القرطبى ١٢٩/٩].

ترجمہ: یوسف علیہ السلام خواب کی تعبیر سب سے زیادہ جانتے تھے، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی خواب کی تعبیر کا علم تھا، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی خواب کی تعبیر کے ماہر تھے، ابن سیرین کو اس میدان میں کافی رسوخ حاصل تھا، ابن سیرین کی طرح سعید بن مسیّب بھی خواب کی تعبیر کے ماہر تھے۔

مسئلہ نمبر (۴) کیا خواب دلیل شرعی ہے؟ :

خواب دلیل شرعی نہیں ہے، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سچا خواب مومن کیلئے اللہ کی جانب سے بشارت ہے۔

قرآن وحدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا دین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ہی کامل ومکمل ہو چکا تھا، دین اسلام میں خواب صرف بشارت ہوسکتا ہے، خواب ہرگز دلیل شرعی نہیں ہوسکتا۔

اس لئے ہر وہ خواب باطل وبے بنیاد ہے جو شریعت کے خلاف ہو۔

مسئلہ نمبر (۵) الہام کیا ہے؟

الہام خواب ہی سے ملتا جلتا ایک امر ہے، اس لئے اس جگہ الہام کے بارے میں بھی مختصر روشنی ڈال دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

ابن اثیر رحمہ اللہ الہام کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: الإلهام: أن يلقى اللهُ فى النفس أمراً يبعث العبد على الفعل أو الترك [جامع الأصول ابن الأثير ۲۱۳/۴]۔

ترجمہ: الہام : اللہ تعالی دل میں کوئی ایسی بات ڈال دے جو بندے کو کسی کام کے کرنے یا اسے چھوڑ دینے پر ابھارے۔

صحیح حدیث میں وارد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: »لَقَد كَانَ فِيمَا قَبلَكُم مِنَ الأُمَمِ مُحَدَّثُونَ، فَإِن يَكُ فِي أُمَّتِي أَحَدٌ، فَإِنَّهُ عُمَرُ« [صحیح بخاری حدیث: ۳۶۸۹]۔

ترجمہ: تم سے پہلی امتوں میں محدَث [ملہَم: جن کو الہام ہوتا ہے] ہوتے تھے، اگر میری امتی میں کوئی محدَّث ہوتا تو وہ عمر رضی اللہ عنہ ہوتے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عمر رضی اللہ عنہ اس امت کے مُلہَم تھے۔

انسان کے دل میں جو خیالات آتے ہیں وہ الہام کے قبیل سے ہوتا ہے یا وہ شیطان کی جانب سے، یا اس کا تعلق نفسانی وسوسے سے ہوتا ہے۔

اس لئے خواب کی طرح الہام کے بھی مختلف اقسام ہیں، لہذا جو الہام صحیح اور درست ہو وہ الہام صحیح ہے، ورنہ برے، شیطانی خیالات پر شیطان سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہئے۔

والله تعالى اعلم، وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وصحبه وسلم تسليما كثيرا.

☆☆☆

مثالی بیوی کے اوصاف

محمد فاروق محمد الیاس سلفی بلرامپوری
9628718190

عورت انسانی معاشرے میں مختلف حیثیتوں سے جانی جاتی ہے، اسے ماں کا مقدس مقام ملتا ہے، بہن کا پاکباز تحفہ ملتا ہے، دادی، نانی، بہو، بیٹی، بھاوج کے رشتے بھی ملتے ہیں لیکن ان تمام رشتوں میں ''بیوی'' کا رشتہ سب سے اہم ہوتا ہے۔ ایک عورت کی پاکبازی وتقدس کی حقیقی تصویر اسی وقت ابھر کر سامنے آتی ہے جب وہ رشتۂ زوجیت سے منسلک ہوجاتی ہے۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ محض زوجیت کے بندھن میں بندھ جانے یا کسی کی بیوی بن جانے سے اسے وہ تقدس وپاکیزگی نہیں ملا کرتی، صرف بیوی بننا اس رتبے کے لئے کافی نہیں بلکہ نیک اور مثالی بیوی پر تقدس وطہارت اور پاکیزگی کی قبا راست آتی ہے۔ وہی بیوی اس مقدس رشتے کی سنہری کڑی بنتی ہے جس کے اوصاف وکردار بھی سنہرے ہوں، لیکن یہاں ایک سوال اٹھتا ہے کہ آخر مثالی بیوی کہتے کس کو ہیں؟ مثالی بیوی کی خوبیاں کیا ہیں؟ وہ کون سے اوصاف ہیں جو ایک نیک اور مثالی بیوی کے اندر ہوتے ہیں؟

محترم قارئین! قرآن وحدیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مثالی بیوی اس پاکباز خاتون کو کہا جاتا ہے جو عفیف وپاکدامن ہو، پاکباز ہو، صلح وصفائی کی خوگر ہو، اپنے گھر کو انتشار وپراگندگی سے بچاتی ہو، نیک نیتی، نیک عملی اور حسن کردار اس کی پہچان ہو۔

جو اپنے شوہر، اپنے بچوں اور ساس سسر وغیرہ سے پیار ومحبت کرنے والی ہو، مقدسہ، طاہرہ، اور بلند اخلاق وکردار کی مالکہ ہو، وہ بازاروں کی ملکہ نہیں، شمع خانہ ہو، اللہ کی فرمانبردار ہو، تقویٰ وللّٰہیت کا پرتو ہو، وفاشعاری اور جانثاری اس کی پہچان ہو، اس کی ذات ایثار وقربانی اور ہمدردی وغمگساری سے عبارت ہو، اپنے شوہر پر محبتوں کے پھول نچھاور کرنے والی، اس کے لئے بن سنور کر رہنے والی ہو، مہذب وباسلیقہ ہو پھوہڑ نہ ہو، بداخلاق نہ ہو، ادب والی ہو، عزت والی ہو، توقیر وتعظیم بجالانے والی ہو، اس کی ذات سے الفت ومحبت اور شناسائی واپنائیت کی خوشبو پھوٹے، وہ اپنے گھر میں نسیم صبح کی باد بہاراں ہو، اس کے گھر کی راتیں اس کے دم سے اجالی رہیں، اس کی ادائیں سنجیدہ اور تعمیری ماحول کا باعث بنیں، وہ اپنے شوہر کی وفاشعار بیوی ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے بچوں کی پیاری ماں بھی ہو، بہترین مربیہ بھی ہو، اس کے بچے اخلاق باختہ نہ ہونے پائیں، اس کے زیر تربیت اولاد پراگندگی کی شکار نہ ہوں۔ وہ اپنے ساس سسر کے لئے قابل تعریف وتوقیر بہو ہو تو اپنی نندوں کے لئے پیاری بھابھی ہو۔

محترم قارئین! ایک عورت اسی وقت مثالی بیوی بن سکتی ہے جب وہ اپنے شوہر کے دکھ درد میں شریک ہو، اس کے لئے امانت دار ہو، اپنے سسرال وددھیالی رشتوں کے تقدس کا خیال رکھے۔ پڑوسیوں کو اس کی ذات سے تکلیف نہ پہنچے، یہی نہیں بلکہ مثالی بیوی وہ ہے جو کتاب وسنت سے ثابت شدہ تعلیمات پر عمل پیرا ہو، اللہ ورسول کی اطاعت کرنے والی ہو، شرعی حدود میں رہ کر شوہر کو خوش کرنے والی، شوہر کی اطاعت گزار، فرمانبردار، شوہر کو بے پناہ محبت دینے والی، شوہر کو دین کے راستے پر لانے والی، گھر سے شرک وبدعات، رسوم ورواج کو دور کرنے والی ہو، نماز، روزہ، ذکر واذکار، تلاوت قرآن کی پابند ہو، مسلمہ، مومنہ قانتہ، صادقہ کے ساتھ ساتھ صابرہ، ذاکرہ، شاکرہ اور عابدہ بھی ہو۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مثالی بیوی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ یعنی جو نیک عورتیں ہیں وہ اپنے شوہروں کی تابعدار رہتی ہیں اور جن چیزوں کی اللہ نے حفاظت کی ہے شوہر کی غیر موجودگی میں وہ ان کی حفاظت کرتی ہیں۔ (سورہ نساء:۳۴)

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے۔ صالحات سے مراد نیک عورتیں ہیں۔ قانتات سے مراد وہ عورتیں ہیں جو اپنے شوہروں کی اطاعت گزار ہیں۔ اور حافظات للغیب کی تشریح کرتے ہوئے علامہ سدی اور دیگر مفسرین نے کہا ہے کہ اپنے شوہر کی عدم موجودگی میں وہ خود اپنے نفس وگوہر عصمت اور شوہر کے مال کی حفاظت کرتی ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر ۱/۷۴۳)

حدیث میں نبی رحمت ﷺ نے مثالی بیوی کی خوبیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: اذا صلت المرأة خمسها وصامت شهرها وحصنت فرجها وأطاعت بعلها دخلت من اى أبواب الجنة شائت یعنی جب عورت پانچ وقت کی نماز پڑھے، رمضان کے روزے رکھے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت وفرمانبرداری کرے تو (قیامت کے دن) وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے گی۔ داخل ہوجائے گی۔ (مسند احمد ۱۵۷۳، صحیح الجامع ۶۶۰)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کونسی عورتیں بہتر ہیں؟ آپ نے فرمایا بہترین عورت (بیوی) وہ ہے جسے اس کا شوہر دیکھ کر خوشی محسوس کرے جو اپنے شوہر کے حکم پر چلے اور اپنی ذات اور اس کے مال کے تعلق سے اس کی ناپسندیدہ چیزوں کو اختیار کرکے اس کی مخالفت نہ کرے (صحیح سنن نسائی:۳۰۳۰)

ایک دوسری حدیث میں آپ نے فرمایا: تمہاری وہ عورتیں جنتی ہیں جو محبت کرنے والی ہیں، زیادہ بچے جننے والی ہیں، جو اپنے شوہروں کی طرف بار بار لوٹ کر آتی ہیں اور جب ان کا شوہر ناراض ہوجاتا ہے تو اپنے شوہر کے پاس آتی ہیں اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں رکھ کر کہتی ہیں اے میرے سرتاج! جب تک آپ مجھ سے راضی نہیں ہوجائیں گے پلک نہیں جھپکوں گی (یعنی کسی چیز کا لطف نہیں لوں گی ذرہ برابر آرام نہیں کروں گی) (سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی:۲۸۷)

قارئین کرام! جو بیوی مثالی نہ ہو، اپنے شوہر کی نافرمان ہو، اس کی باتیں نہ مانتی ہو، جن کے شوہر اس سے ناخوش رہتے ہوں تو ایسی عورت معلون ہے نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں جس عورت کا شوہر اس سے ناراضگی کی حالت میں رات گزارے تو اللہ کے فرشتے رات بھر اس عورت پر لعنت بھیجتے ہیں۔ (صحیح مسلم:۲۵۹۴)

(بقیہ صفحہ ۲۵ پر)

منہج سلف اور میڈیا

ڈاکٹر محمد شیث ادریس تیمی
میڈیا کوآرڈینیٹر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

یہ مقالہ صوبائی جمعیت اہل حدیث آندھراپردیش کے زیراہتمام دوروزہ علمی کنونشن برائے ائمہ علماء ودعاۃ بعنوان ’’منہج سلف دنیا کے لئے رحمت‘‘ منعقدہ ۲۷-۲۸/اکتوبر ۲۰۱۸ء میں پیش کیا گیا۔

تمہید: جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہے کہ اس مقالے کے دو پہلو ہیں۔ پہلا منہج سلف اور دوسرا میڈیا۔ اس مختصر مقالے میں میڈیا کیا ہے۔ اس کی اہمیت وضرورت اور افادیت کیا ہے۔ منہج سلف کسے کہتے ہیں۔ اس کو کن چیلنجز کا سامنا ہے۔ سلفی منہج کو میڈیا کی ضرورت کیوں ہے اور میڈیا میں سلفی منہج کیا ہے؟ ان اہم نکات پر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔

سلفی منہج کیا ہے: سلفی منہج کتاب وسنت کی اس روشن شاہراہ سے عبارت ہے جس پر قرون مشہود لہا بالخیر کے صلحائے امت صحابہ کرام، تابعین عظام اور اتباع تابعین نیز بعد کے ادوار میں وہ اماما ن دین متین گامزن تھے جن کی امامت ودیانت امت کے نزدیک مسلم ہے۔ ’’ینفون عنه تحريف الغالين وانتحال المبطلين و تاويل الجاهلين ‘‘(بیہقی:۵۱) غالی لوگوں سے تحریفات کی نفی کرنا اہل باطل کی خود ساختہ تلبیسات اور جاہلوں کی تاویلات کا ازالہ کرنا) جن کا نشانِ امتیاز اور ’’كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ‘‘(آل عمران:۱۱۰) ’’تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے ہی پیدا کی گئی ہو کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو۔‘‘ جن کا سرمایہ افتخار رہا ہے۔

یہ منہج عقیدۂ توحید کے ساتھ ساتھ عبادات ومعاملات، تزکیہ وسلوک، اخلاق وتمدن، تعلیم وتربیت اور خدمتِ ملک وملت اور انسانیت سب کو جامع وشامل ہے۔ توحید، اتباع اور تزکیہ اس کا شعار ہے۔ سلفی منہج اسلام کی مکمل ترجمانی کا نام ہے جو قدم قدم بلاؤں سے عبارت ہے اور جو انسانوں کے اعتقادی، عملی، سیاسی، معاشی، سماجی، تہذیبی اور ثقافتی نظام کو اعتدال ووسطیت اور رحمت ورافت کے رنگ میں رنگتی اور عقیدہ ومنہج کے بگاڑ وانحرافات اور خود ساختہ تاویلات وتلبیسات کی تنگنائیوں سے نکال کر اسلام کے جادہ مستقیم پر تیز گام کرتی ہے۔ وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (الانعام:۱۵۳) ’’اور یہ کہ یہ دین میرا راستہ ہے جو مستقیم ہے سو اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو تو وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کردیں گی اس کا تم کو اللہ تعالیٰ نے تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگاری اختیار کرو۔‘‘ اس کی کوئی زمانی یا مکانی تحدید نہیں ہے بلکہ یہ ذہنی وروحانی اور اعتقادی وصف اور حق وعدل کے ہدی خوانوں کا ممتاز ومبارک تسلسل ہے جو ان شاء اللہ ہر دور میں افکار ونظریات اور اقوام وملل پر غالب وظاہر رہے گا۔ کیوں کہ صادق ومصدوق علیہ الصلوۃ والسلام نے اس کی پیشین گوئی فرمائی ہے ’’لا تزال طائفة من امتي قائمة بامر الله لا يضرهم من خذلهم او خالفهم حتى ياتي امر الله وهم ظاهرون على الناس ‘‘(البخاری:۳۱۱۷، مسلم:۱۵۶)

سلفی منہج کو درپیش چیلنجز: آج سلفی منہج یا سلفیت کو متعدد جہات سے چیلنجز اور مشکلات کا سامنا ہے۔ جو خارجی بھی ہیں اور داخلی بھی، قومی بھی ہیں اور ملی بھی، مسلکی بھی ہیں اور جماعتی بھی۔ ان پر بروقت قابو پانا اشد ضروری ہے۔ اگر لاقدر اللہ ایسا نہیں ہوا تو اس سے منہج سلف ہی نہیں بلکہ پوری قوم وملت اور انسانیت کو نقصان اٹھانا پڑے گا۔

آج جس طرح اسلام مخالف طاقتیں منہج سلف کو مٹانے کے درپے ہیں اور اس پر بنیاد پرستی، دہشت گردی، تفرقہ بازی، تنگ نظری، شدت پسندی وغیرہ کی تہمت لگا کر ہر سطح پر بدنام کر رہی ہیں اور اس کے خلاف فکری جنگ چھیڑے ہوئی ہیں۔ اسی طرح متعدد نام نہاد مسلم جماعتیں اور فرقے بھی سلفیت کو بیخ وبن سے اُکھاڑ پھینکنے کے لیے کوششیں تیز کیے ہوئے ہیں اور معاصر میڈیا جلتے پر گھی ڈالنے کا کام کر رہا ہے جس کا مشاہدہ ملکی وعالمی سطح پر روز وشب ہو رہا ہے، اس لیے کہ معاصر دنیا کو اس اسلام سے کوئی پریشانی نہیں ہے جو تصوف، اندھی تقلید، شخصیت پرستی، خارجیت، رافضیت، جاہلی رسوم اور خواہشات نفسانی کے دبیز پردے میں مستور ہے یا وہ نام نہاد مسلمان اور جماعتیں جو ان میں یقین رکھتی ہیں گرچہ یہ طبقہ اپنے آپ کو کوئی نام دے۔ بلکہ معاصر دنیا کو اس منہج سے پریشانی ہے جو قرآن وسنت کے حقیقی پیروکاروں، اعتدال ووسطیت کے علمبرداروں، انسانیت کے حقیقی بہی خواہوں، امن وشانتی کے خوگروں اور عقیدہ وعمل میں قرون مشہود لہا بالخیر کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنانے والوں کا منہج اور طریقہ ہے اور جس کے بارے میں اقبال نے کہا تھا:

به لرزم چوں می گویم مسلمانم
که دانم مشکلات لا اله را

ان چیلنجز کے ساتھ ساتھ ایک بڑا چیلنج ہمارا داخلی وجماعتی چیلنج بھی ہے اور وہ ہے بعض طالع آزما اور اہواء پرست نام نہاد منہجی بھائیوں کا جو اپنے غیر ذمہ دارانہ رویوں اور غیر ذمہ دارانہ اقوال وافعال سے نادان دوست کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ اور قوم وملت ہی نہیں بلکہ جماعت حقہ کے لیے بھی فتنہ اور شماتت اعداء کا سبب بن رہے ہیں۔ ان کی اصلاح کے بغیر خارجی چیلنجوں کا مقابلہ ممکن نہیں ہے۔ ایسی صورت میں ہم مضبوطی کے ساتھ اس عقیدہ ومنہج کا تعارف نہیں پیش کر سکتے ہیں چہ جائیکہ اس کا دفاع کر سکیں۔

سلفی منہج کو میڈیا کی ضرورت : سلفی منہج کو میڈیا کی ضرورت کیوں ہے؟ اس سوال کا کئی طرح سے جواب دیا جا سکتا ہے۔

ا-سلفی منہج کا طرہ امتیاز دعوۃ الی اللہ ہے۔ اللہ کے بندوں تک اس کے پالنہار کا پیغام پہنچانا اور انسانیت کے بربط دل پر امن وسعادت، اخوت و بھائی چارہ، انسان دوستی، رواداری، اعتدال ووسطیت اور دنیا وآخرت کی فوز وفلاح کا نغمہ چھیڑنا ہے ”وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ “(آل عمران:۱۰۴)”تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو بھلائی کی طرف لائے اور نیک کاموں کا حکم دے او ربرے کاموں سے روکے اور یہی لوگ فلاح ونجات پانے والے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کو حکم دیا تھا کہ اس پیغام رحمت وانسانیت کو عام کریں اس کے بغیر حق رسالت ادا نہیں ہوگا، يَاأَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ (المائدہ:۶۷)

اور فی زمانہ اس خیر رسانی کا بہترین ذریعہ میڈیا کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس خیر کو پھیلانے اور امانت کبریٰ کو بندگان الٰہی تک پہچانے کے لیے زمانے کے لحاظ سے مناسب موثر وسائل اختیار کرنے کا حکم بھی دیا ہے۔”اُدْعُ إِلَى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ “(النحل:۱۲۵) میڈیا بندگان الٰہی کے عقائد واخلاق کی اصلاح کرنے اور اسلام کے پیغام امن وانسانیت کو عام کرنے کا سب سے بہترین ذریعہ ہے۔

۲-آج سلفیت کے بارے میں جو غلط فہمیاں پائی جارہی ہیں وہ بہت حد تک ناواقفیت کی وجہ سے بھی ہے۔ اگر سلفیت کا تعارف اچھے ڈھنگ سے ہو جائے تو از خود بہت سارے مسائل وچیلنج ختم ہو جائیں گے۔ میڈیا اس سلسلے میں اہم کردار ادا کرسکتا ہے۔

۳-سلفیت کو میڈیا کی ضرورت اس لیے بھی ہے کہ اس کے خلاف سب سے زیادہ میڈیا نے ہی ماحول بنایا ہے اور اسی نے ہر ناخوش گوار واقعہ کا سرا سلفیت سے جوڑ کر سلفیت کے صحیح خدوخال کو مسخ کرنے کی مذموم کوشش کی ہے اور نعوذ باللہ اس کی ایسی شبیہ بنائی ہے کہ گویا یہ مذہبی جنونیوں کا ایک ٹولہ ہے جو دوسروں کی تکفیر وتفسیق اور شرک وبدعت کی سند بانٹتا پھرتا ہے اور مخالفین کو پکڑ کر تلوار کھینچ لیتا ہے اور بندوق کی نوک پر کہتا ہے کہ سلفی بن جاؤ ورنہ تمہاری جان قفس عنصری سے جدا کردی جائے گی وغیرہ وغیرہ۔

ایسے ناگفتہ بہ حالات میں علاج بالمثل کے طور پر میڈیا کو اپنانا یا کم از کم اس میں اپنا اثر ورسوخ قائم کرنا ناگریز ہو گیا ہے۔ تاکہ اسی کی زبان میں اس کے قائم کئے گئے مفروضات اور پھیلائے گئے شکوک وشبہات کا ازالہ کیا جا سکے۔

میڈیا کیا ھے ؟: قبل اس سے کہ سلفی میڈیا کی اہمیت وضرورت اور طریقہ کار پر کلام کیا جائے میڈیا کی حقیقت و ماہیت پر ایک طائرانہ نظر ڈال لینی ضروری ہے تاکہ مشتملات کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

میڈیا (Media) انگریزی زبان کا لفظ ہے۔ یہ میڈیم کی جمع ہے جس کے معنی واسطہ، وسیلہ اور ترسیل کے ہیں۔ لفظ میڈیا ذرائع ابلاغ خصوصا اخبارات وجرائد نیز نشریات کی مجموعی اصطلاح کے طور پر بولا جاتا ہے۔

لفظ Journalism (صحافت) اور ماس کمیونیکیشن بھی تقریبا ذرائع ابلاغ یعنی میڈیا ہی کے لیے بولا جاتا ہے۔ (آکسفورڈ انگلش ڈکشنری بذیل مادہ میڈیا و جرنلزم) جو جدید ذرائع ابلاغ کو بروئے کار لاتے ہوئے عوامی معلومات، رائے عامہ اور عوامی تفریحات کی باضابطہ اور مستند اشاعت کا فریضہ ادا کرتا ہے۔

آج کے برق رفتار دور میں میڈیا یا صحافت کی اہمیت وضرورت سے ادنی شعور رکھنے والا انسان بھی انکار نہیں کرسکتا۔ کیوں کہ یہ بنیادی طور پر اعلیٰ انسانی اقدار کے تحفظ کا ضامن اور مظلوم ومقہور عوام کے جذبات واحساسات کا ترجمان ہوتا ہے۔ یہ حالات وواقعات کی تازہ صورت حال عوام کے سامنے غیر جانبدارانہ طور پر صداقت، امانت اور شجاعت کے ساتھ پیش کرتا ہے۔ کسی اہم قومی وملی یا دینی مقصد کے تحت رائے عامہ کو ہموار کرتا ہے۔ عوام میں غور وفکر کی صلاحیت پیدا کرتا ہے۔ عوام وخواص کے احساسات کی نمائندگی کرتا ہے۔ ان کو اچھائی اور برائی سے مطلع کرتا ہے۔ ان میں سیاسی وسماجی شعور پیدا کرتا ہے۔ اور انہیں عمدہ سامانِ تفریح فراہم کرتا ہے جس میں برائی، بے حیائی اور بداخلاقی کا کوئی عنصر نہ ہو۔

میڈیا کی اسی غیر معمولی اہمیت وضرورت اور افادیت کے پیش نظر اسے کسی بھی جمہوری ملک کا چوتھا ستون کہا جاتا ہے۔ اس کی زبردست قوت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ یہ عوام تو عوام فراعنہ وقت کا سر تکبر ونخوت کو بھی نیچا کر دکھاتا ہے کہ اور انہیں کاخ سے خاک پر لا دیتا ہے۔”قلم گوید کہ من شاہ جہانم“ ایک ناقابل انکار صداقت ہے۔ مشہور انگریزی محاورہ

The pen is mighter than the sword کہ قلم تلوار سے زیادہ طاقت ور ہے، سے اس کی ناقابل تسخیر طاقت وقوت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اکبر الہ آبادی نے مجاہدین آزادی کو انگریزوں کے خلاف مسلح جد وجہد کرنے کے بجائے مشورہ دیا تھا کہ:

کھینچو نہ کمانوں کو نہ تلوار نکالو
جب توپ مقابل ہو تو اخبار نکالو

نپولین بوناپارٹ کا قول ہے:

I fear three newspapers more than a hundred thousand bayonets.”

لاکھ سنگینیوں سے زیادہ تین اخبارات سے خوف زدہ رہتا ہوں۔ (نیو سائیکلو پیڈیا آف پریکٹیکل کوٹیشنز، از جے کے ہاٹ, 1922)

سرخیل سلفیت مولانا ابوالکلام آزاد کا الہلال والبلاغ اور مولانا ظفر علی خان کا زمیندار اس کی بہترین مثالیں ہیں جن کی وجہ سے انگریزی استعمار کی نیندیں

اڑی رہتی تھیں۔

یہ میڈیا کا کرشمہ ہے کہ آج ساری دنیا ایک گاؤں بلکہ ایک گھر میں تبدیل ہوگئی ہے۔آپ دنیا کے کسی بھی کنارے ایک کمرہ میں بیٹھ کر ساری دنیا کی خبریں اور معلومات سن اور دیکھ سکتے ہیں۔

میڈیا کے اقسام: موضوعی طور پر میڈیا کی تین قسمیں ہیں:

(۱) Mass Media (**عوامی صحافت**) اس زمرے میں ایسے اخبار وجرائد اور روزنامے آتے ہیں جو کم پڑھے لکھے یا عام قاری کے تقاضوں کو پورا کرتے ہیں۔ان میں مقامی وعلاقائی خبریں اور مسائل زیادہ ہوتے ہیں اور عوام کی دلچسپی کا سامان بھی موجود ہوتا ہے۔اس کی ریڈرشپ بہت ہوتی ہے۔

(۲) Standard Media (**معیاری صحافت**) یہ انسانوں کے معاملات ومسائل کو سمجھنے، سمجھانے اور ان کو حل کرنے کی کوشش کا نام ہے۔اس کا مقصد ملک وقوم اور انسانیت کی خدمت ہے۔اسے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور دانشور طبقہ پڑھتا، سنتا اور دیکھتا ہے۔اس لیے اس کا اثر زیادہ ہوتا ہے اور یہ رائے عامہ کو ہموار کرنے میں اہم رول ادا کرتا ہے۔دینی، ادبی رسالے، ماہنامے، ششماہی یا سالانہ میگزین اس زمرے میں آتے ہیں۔اس کی اشاعت کم ہوتی ہے۔

(۳) Yello Media (**زرد صحافت**) یہ صحافت کی پست ترین شکل ہے۔جس میں کسی خبر کے سنسنی خیز پہلو پر زور دینے کے لیے اصل خبر یا واقعہ کی شکل اتنی مسخ کردی جاتی ہے کہ اس کا اہم پہلو قاری یا ناظر سے اوجھل ہوجاتا ہے۔اس میں زنا بالجبر، اغوا، ڈکیتی، محبت، جنس وجرائم کے واقعات ومسائل کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا جاتا ہے۔چونکہ یہ قارئین وناظرین کے سستے ذہن کی تسکین کا سامان فراہم کرتا ہے اس لیے اس کی اشاعت وسیع ہوتی ہے۔

فی زمانہ میڈیا کی اس قسم کا بڑا بول بالا ہے۔اسی کا جادو سر چڑھ کر بول رہا ہے۔یہ حقائق کو مسخ کردینے کا دوسرا نام ہے۔جھوٹ پر اس کی عمارت کھڑی کردی گئی ہے۔اس کا ایمان ہے کہ جھوٹ اتنا اور اس زور اور کثرت سے بولو کہ لوگ اسے سچ سمجھنے لگیں۔اس شان کے ساتھ کہ

جادو یا طلسم تمہاری زبان میں
تم جھوٹ کہہ رہے تھے مجھے اعتبار تھا

میڈیا کی ایک تقسیم اور بھی ہے وہ ہے پرنٹ میڈیا اور الکٹرانک میڈیا

پرنٹ میڈیا: طبع ہونے والے اخبارات ورسائل اور پمفلٹ اور کتابیں اس زمرے میں آتی ہیں جیسے روزنامہ، سہ روزہ، ہفت روزہ، پندرہ روزہ، ماہنامہ، سہ ماہی، ششماہی، سالنامہ رسائل وجرائد اور مجلات وڈائجسٹ وغیرہ۔

الیکٹرانک میڈیا: ہر وہ ذرائع ابلاغ جو الیکٹرانکس اور الیکٹرونکل قوت کے استعمال سے چلتے ہیں۔اس میں ریڈیو، ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ پر شائع ہونے والے اخبارات ورسائل اور نیوز پورٹل سبھی شامل ہیں۔جدید سائنس کے فیض سے سوشل میڈیا جیسے فیس بک، یوٹیوب، واٹس ایپ، ٹوئیٹر اور انسٹاگرام، گوگل پلس وغیرہ نے انفارمیشن ٹکنالوجی کی دنیا میں انقلاب برپا کردیا ہے اور اس کے اندر مستقبل قریب میں بہت کچھ اضافہ ہونے کا امکان ہے۔

سلفی میڈیا ایک ضرورت: یہ بات مسلم ہے کہ اسلام ایک آفاقی وہمہ گیر اور افضل وارفع دین ہے اور اس میں ساری انسانیت کی سعادت وفلاح کا راز مضمر ہے۔اس کی روشن وپرامن تعلیمات اس بات کی سزاوار ہیں کہ وہ رنگ ونسل اور جغرافیائی حد بندیوں کی تفریق کیے بغیر ہر قاصی ودانی اور سماج کے ہر طبقہ تک پہنچے اور سب پر اس کی بالادستی قائم ہو۔"هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ،وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ" (التوبہ:۳۳)

اور اس افضل ترین پیغام امن وانسانیت کا حق بنتا ہے کہ اس کی نشر واشاعت کے لیے موثر ترین وسیلہ اور ذریعہ استعمال کیا جائے۔چونکہ میڈیا دور حاضر میں پیغام رسانی اور رائے عامہ کی تشکیل اور اسے ہموار کرنے میں سب سے موثر کردار ادا کررہا ہے اور زندگی کے ہر مرحلہ میں اس کا جادو سر چڑھ کر بول رہا ہے اس لیے "الحکمة ضالة المومن" کے تحت اس کو اختیار کرنا ضروری ہوگیا ہے۔

صدر اسلام اور خیر القرون میں مجالس وعظ ونصیحت، جلسہ عام، خط وکتابت اور تصنیف وتالیف میڈیا کی حیثیت سے معروف تھے۔ان ذرائع ابلاغ نے دین رحمت کی نشر واشاعت اور سلفی منہج کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا۔بایں طور کہ

رہا اس سے محروم آبی نہ خاکی
ہری ہوگئی ساری کھیتی خدا کی

چونکہ آج میڈیا نئے رنگ وآہنگ اور نئی آن وبان کے ساتھ جلوہ گر ہے اور یہ روایتی ذرائع ابلاغ مثلا مجالس درس، خطبات جمعہ، اجتماع عام، کانفرنس، سیمینار، سمپوزیم وغیرہ کی ضرورت وافادیت مسلم ہونے کے باوجود انسانی دنیا کی سب سے بڑی ضرورت بن گیا ہے اس لیے سلفی منہج کو بھی اس میں اپنی جگہ بنانے اور اس کو اپنے اصولوں کے مطابق استوار کرنے کی ضرورت ہے۔اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب ہم اپنے اندر خوش گوار تبدیلی لانے کی کوشش کریں گے۔اللہ کے رسول ﷺ نے بھی اپنے زمانے کے میڈیا "النذیر العریان" (برہنہ، ڈرانے والا) کو اسلامی خطوط پر استوار کرکے اختیار فرمایا (مسلم:۲۲۸۳) بقول حالی

وہ فخر عرب زیب محراب ومنبر تمام اہل مکہ کو ہمراہ لے کر
گیا ایک دن حسب فرمان داور سوئے دشت اور چڑھ کے کوہ صفا پر

اگر ہم نے زمانہ کے ساتھ آگے بڑھنے کی کوشش نہیں کی تو زمانہ ہم کو روند کر آگے بڑھ جائے گا۔جس سے صرف منہج سلف ہی نہیں بلکہ پوری قوم وملت اور انسانیت کا خسارہ ہوگا۔اور عملا ایسا ہو بھی رہا ہے۔آج ہمارا حال یہ ہے کہ ہم اس میدان میں بہت پیچھے بلکہ کوسوں دور ہیں۔ہمارے پاس میڈیا ہاؤس تو دور کی بات ہے ایسے افراد یا اخبار ورسائل اور نیوز چینل نہیں ہیں جن کے ذریعہ سلفی منہج کے مطابق اسلام کا تعارف اور نشر واشاعت کا کام انجام دیا جاسکے۔اور اگر ایک آدھ اخبار موجود

بھی ہے تو وہ سلفیت کا نقیب ہونے کے بجائے سلفیت کو کمزور کرنے کے فراق میں رہتا ہے۔اسی طرح اگر ہمارا کوئی صحافی میڈیا کے کسی ادارے میں خیر سے پہنچ بھی جاتا ہے تو اس کا کام اس کے سوا اور کوئی نہ رہ جاتا ہے کہ منہج و جماعت پر کیچڑ اچھالے اور ذمہ داران کے تئیں عوام میں بے اطمینانی پیدا کرے۔اس جانب ترجیحی طور پر توجہ مرکوز کرنے کی ضرورت ہے۔

سلفی میڈیا کے اہداف ومقاصد:

☆ عقیدہ توحید اور اس کے تقاضوں کو اذہان وقلوب میں راسخ کرنا۔

☆ اسلامی ثقافت، تعلیمات اور اعلیٰ اخلاق واقدار حیات کو عام کرنا، اس کی شوکت وعظمت کو واضح کرنا اور کلمے کو بلند کرنا۔

☆ سماج ومعاشرہ کو کتاب وسنت کے رنگ میں رنگنے کی کوشش کرنا۔اور اس کے اتباع کی جدت جگانا۔

☆ سلفی دعوت کو مرحلہ وار آگے بڑھانا اور اس کے لیے جدوجہد کرنا۔

☆ معاشرہ کی بایں طور پر خدمت کرنا کہ اس کے مصالح و مفادات محفوظ ہو جائیں۔مفاسد کے اسباب کا پتہ لگا کر اور ان کی سنگینی سے سماج کو آگاہ کر کے ان کا قلع قمع کرنا۔

☆ سلفی منہج کے حق میں رائے عامہ ہموار کرنا اور انسانی اہمیت کے حامل معاملات وحوادث کا قابل قبول سلفی حل پیش کرنا۔

☆ دین، فرد اور معاشرہ کا دفاع کرنا اور ان کو لاحق خطرات سے آگاہ کرنا۔

☆ عالم اسلام کو متحد کرنا اور ان کے درمیان اتحاد واتفاق قائم کرنا۔

☆ معتدل اسلوب اختیار کر کے مثالی اسلامی عناصر کو تقویت پہنچانا۔

☆ ایسی خبروں کو روکنا جو مسلمانوں کے دلوں میں ذلت ورسوائی اور نومیدی کے احساس جگاتی ہوں۔

☆ مسلمانوں کے حالات ومسائل کی نشاندہی کر کے ان کے حل کے لیے رائے عامہ تشکیل دینا۔

سلفی میڈیا کی اساس: سلفی میڈیا جن اساسوں پر استوار ہوتا ہے وہ پانچ ہیں۔اور یہی اساس اس کو معاصر میڈیا سے ممتاز کرتی ہیں اور وہ یہ ہیں۔

۱۔صداقت: سلفی میڈیا کی سب سے بڑی اساس اور رکن رکین صداقت ہے۔اسلام نے جابجا سچائی وراست گوئی کی تلقین کی ہے اور سچے لوگوں کا راستہ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔''يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ''(التوبہ:۱۹) اور دروغ گوئی کرنے والوں کو ملعون قرار دیا ہے۔ ''وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ '(النور:۷) سچائی طمانیت وسکون بخشتی ہے جب کہ جھوٹ تمام برائیوں کی جڑ ہے اور شکوک وشبہات کو جنم دیتی ہے۔'' دع ما يريبک الی ما لا يريبک فان الصدق طمانينة والكذب ريبة''(ترمذی:۲۴۴۲،احمد:۱۶۳۰)

اللہ تعالیٰ نے تمام اولوالعزم انبیاء کی ایک صفت یہ بتائی ہے کہ وہ قول وقرار کے سچے تھے۔اماماں سلفیت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی اس صفت سے متصف تھے۔کیوں کہ اگر وہ راست گو نہ ہوتے تو ان پر دنیا اعتبار نہیں کرتی اور نہ ہی ان کے پیغام امن وانسانیت کو مقبولیت حاصل ہوتی۔اس لیے پیغام کی معتبریت کے لیے راست گوئی لازم ہے۔یہ غلط پروپیگنڈہ اور سفید جھوٹ کا ہی نتیجہ ہے کہ آج بڑے بڑے نیوز چینلوں سے لوگوں کا اعتبار اُٹھتا جا رہا ہے۔

۲۔دقت نظری: کسی واقعہ یا خبر کو دقت نظری سے دیکھنا اور چھان پھٹک کر کے پیش کرنا چاہئے،سلفی میڈیا کی یہ اہم اساس ہے۔جلد بازی سے کام لینے اور واقعہ کی تحقیق کیے بغیر نشر کر دینے سے قومی، ملی، جماعتی اور سماجی وسیاسی سطح پر بہت ساری خرابیاں لازم آتی ہیں۔پروپیگنڈوں کے دور میں اس کی خطرناکی مزید بڑھ جاتی ہے۔سوشل میڈیا میں یہ بات عام وبا کی صورت اختیار کر چکی ہے۔یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے کسی بھی واقعہ یا خبر کی تحقیق کو لازم قرار دیا ہے۔''يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ ''(الحجرات:۶)''اے مسلمانو! اگر تمہیں کوئی فاسق خبر دے تو تم اس کی اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ نادانی میں کسی قوم کو ایذا پہنچا دو پھر اپنے کیے پر پشیمانی اٹھاؤ۔''حتی کہ اگر کوئی معتبر شخص بھی کسی قسم کی خبر لاتا ہے تو اس پر یقین کرنے سے پہلے اس کی تحقیق ضروری ہے،اللہ کے نبی سلیمان علیہ السلام نے ہدہد کی خبر''وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَقِينٍ ''(النمل:۲۲)''میں سبا کی ایک سچی خبر تیرے پاس لایا ہوں''کے جواب میں فرمایا تھا:''قَالَ سَنَنْظُرُ أَصَدَقْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْكَاذِبِينَ''۔(النمل:۲۷)''کہا کہ ہم دیکھیں گے کہ تو نے سچ کہا ہے یا تو جھوٹا ہے''

۳۔معروضیت: سلفی میڈیا کی ایک اہم اساس معروضیت یا موضوعیت بھی ہے۔سنسنی پھیلانے کے لیے خبروں میں نمک مسالہ لگانا، اپنے افکار ونظریات کے مطابق خبروں کو ڈھال لینا اور اس میں چھیڑ چھاڑ کرنا سلفی میڈیا کا منہج نہیں ہے بلکہ یہ تو زرد صحافت کی پہچان ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس طرح کے غیر ثقہ تصرف روا رکھنے والوں کو سب سے بڑا ظالم گردانا ہے فرمایا:''فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ'' (الانعام:۱۴۴)''تو اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر بلا دلیل جھوٹی تہمت لگائے تاکہ لوگوں کو گمراہ کرے اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو راستہ نہیں دکھلاتا۔''

کسی بھی واقعہ یا حقیقت کو من وعن پیش کرنا امانت ودیانت کا تقاضہ ہے۔الا یہ کہ اس خبر کے کسی جزء سے سماج ومعاشرہ پر غلط اثرات مرتب ہونے، بے حیائی پھیلنے،لوگوں کے اخلاق وعادات بگڑنے یا غلط تاثر قائم ہونے یا امن وقانون میں خلل پڑنے کا اندیشہ ہو، تو ایسی صورت میں خبر کے اس حصہ کو حذف کر دینے میں ہی بھلائی ہے۔اسی طرح حتی الامکان اختلافی مسائل وامور سے گریز کرنا چاہئے۔معروضی انداز میں اسلام کا تعارف اور پیغام انسانیت پیش کرنا چاہئے۔

۴۔اعتدال: اعتدال ووسطیت سلفی میڈیا کا امتیازی وصف اور اہم اساس

ہے کیوں کہ سلفی منہج کا بھی امتیازی وصف ہے۔وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا (البقرہ:۱۴۳)''ہم نے اسی طرح تمہیں عادل امت بنایا ہے تا کہ تم لوگوں پر گواہ ہوجاؤاور رسول ﷺ تم پر گواہ ہوجائیں۔''

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (المائدہ:۸)''اے ایمان والو!تم اللہ کی خاطر حق پر قائم ہوجاؤ راستی اور انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ کسی قوم کی عداوت تمہیں خلاف عدل پر آمادہ نہ کردے عدل کیا کرو جو پرہیز گاری کے زیادہ قریب ہے۔اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔''

کسی واقعہ کی منظر نگاری یا تجزیہ کے وقت اعتدال ومیانہ روی اختیار کرنا اور ہر طرح کے افراط وتفریط اور غلو سے پرہیز کرنا از حد ضروری ہے،معتدل طریقہ کار اور اسلوب کے ذریعہ ہی میڈیا میں متوقع کردار ادا کیا جاسکتا ہے۔

۵۔شمولیت وجامعیت: چونکہ سلفی منہج کا امتیاز شمولیت وجامعیت ہے اور یہ زندگی کے ہر معاملہ اور مرحلہ سے سروکار رکھتا ہے اس لیے اس کا میڈیا بھی پوری جامعیت وشمولیت کے ساتھ قوم وملت اور انسانیت کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیتا ہے اور وہ انسانی زندگی کے ہر مسئلہ کو زیر بحث لاتا اور اس کا مبنی براقدار، پرامن اور قابل عمل حل پیش کرتا ہے۔کفار مکہ کو اسلام کی اس خوبی پر بھی تعجب تھا کہ وہ بول وبراز تک کے طور طریقے بھی بتاتا ہے۔''عن سلمان قال قيل له قد علمكم نبيكم كل شئی حتى الخراءة قال فقال أجل .. الحديث (مسلم:۲۶۲)

اس لیے سلفی میڈیا کو انسانی زندگی کے ہر مسئلہ کو خواہ وہ عقائد سے متعلق ہو یا عبادات سے،خواہ اس کا تعلق معاشرت سے ہو یا معیشت سے،یا پھر وہ رہن سہن کے طور طریقے،سیر وتفریح،آپسی معاملات اور برادران وطن کے ساتھ پرامن تعایش باہمی سے تعلق رکھتا ہو اپنی نشریات کا حصہ بنا کر اپنے منہج کا امتیاز برقرار رکھنا چاہئے۔

میڈیا میں سلفی منہج کا ضابطہ اخلاق اور طریقہ کار: میڈیا میں سلفی منہج کا ضابطہ اخلاق میڈیا کے عام ضابطہ اخلاق سے زیادہ جدا نہیں ہے بلکہ یہ ان مسلمہ اقدار واخلاق کی پرزور تائید کرتا ہے۔لیکن چونکہ وہ کسی خاص قومی وملکی تناظر میں متعین کیا گیا ہے اس لیے اس میں سلفی منہج کی ہمہ جہتی اور اسلامی تعلیمات کی سی ہمہ گیری نہیں پائی جاتی ہے اور چونکہ سلفی منہج انسانوں کے تمام طبقات کو خطاب کرتا ہے اور سب کی سعادت وخیر خواہی کا علمبردار ہے،اس لیے میڈیا میں بھی اس کا ضابطہ اخلاق ہمہ جہت،عالمگیر اور آفاقی ہے۔لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ فی زمانہ سلفیت کے بعض دعویداران ضابطہ ہائے اخلاق سے کوسوں دور نظر آتے ہیں۔ان کی سلفیت یہی ہے کہ وہ حق وصداقت کو ریشمی غلاف کے بجائے ٹاٹ کے بدنما خول میں پیش کریں۔اعتدال ومیانہ روی کی روش سے ہٹ کر افراط وتفریط بلکہ غلو کی راہ پر گامزن رہیں،آزادی رائے کے نام پر اپنے بزرگوں،ذمہ داران جمعیت و جماعت اور سرآوردہ شخصیات پر خشت زنی کریں،ان کی کلاہِ عزت وعظمت کو سرراہ تار تار کرتے پھریں،اور ان پر سے عوام کے اعتماد وبھروسے کو متزلزل کرنے کے لیے کوشاں رہیں،دوسرے دینی وملکی بھائیوں کے خلاف انکار منکر میں حد اعتدال سے تجاوز کریں اور ان کو بلاوجہ اپنا دشمن بنا کر آ بیل مجھے مار،کے مصداق بن جائیں۔علماء و عوام کے عیوب کی ٹوہ میں لگے رہیں اور بڑی سفا کی کے ساتھ ان پر حکم لگاتے پھریں۔نہ دینی حمیت ہے نہ جماعتی غیرت،نہ بزرگوں کا احترام ہے نہ عزیزوں پر شفقت،بصیرت وحکمت ان کو چھو کر نہیں گزری ہے۔رنین بلا طنین ہے۔آج مین اسٹریم میڈیا تک تو ہماری رسائی نہیں ہے البتہ سوشل میڈیا فیس بک،واٹس ایپ اور ٹویٹر پر جو طوفان بدتمیزی مچایا جارہا ہے کہ الامان والحفیظ۔اور المیہ یہ ہے کہ وہ اس اچھل کود کو دین وجماعت کی خدمت سمجھ رہے ہیں''ويحسبون انهم يحسنون صنعا''۔

ذیل میں سلفی میڈیا کا ضابطہ اخلاق پیش کیا جاتا ہے۔

۱-مفید عام پیغام یا معلومات کی نشرو اشاعت: اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:''وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ''(الحج:۷۷)''بھلائی کے کام کرو تا کہ تم فلاح یاب ہوجاؤ''

چونکہ سلفیت کا مقصد خیر رسانی اور خیر سگالی ہے۔''كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ'' (آل عمران:۱۱۰)اس لیے میڈیا کے ذریعہ کسی پیغام یا معلومات کی نشر واشاعت کے وقت اس بات کا از حد خیال رکھنا چاہئے کہ وہ ملک وملت،جماعت اور انسانیت کے لیے مفید ہے یا نہیں۔اگر مفید ہے تو شوق سے اسے دوسروں کو شیئر کیجئے احرص على ماينفعك (مسلم)ورنہ اس سے باز رہنے ہی میں بھلائی ہے''من حسن اسلام المرء تركه مالا يعنيه''(ترمذی:2318)

۲-حقیقت بیانی وراست گوئی: سچائی نیکیوں اور بھلائیوں کا سرچشمہ ہے اور جھوٹ ہر برائی کی جڑ ہے۔رسول اللہ ﷺ کا رشاد ہے:''عليكم بالصدق فان الصدق يهدى الى البر وان البر يهدى الى الجنة وما يزال الرجل يصدق ويتحرى الصدق حتى يكتب عند الله صديقا، اياكم والكذب فان الكذب يهدى الى الفجور وان الفجور يهدى الى النار وما يزال الرجل يكذب ويتحرى الكذب حتى يكتب عند الله كذابا''(مسلم:6505)''تم سچائی کو لازم پکڑو،اس لیے کہ سچائی نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور یقیناً آدمی سچ بولتا اور اس کے لیے کوشاں رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے یہاں راست باز لکھ دیا جاتا ہے اور دروغ گوئی سے بچو۔اس لیے کہ دروغ گوئی نافرمانی کی طرف لے جاتی ہے اور نافرمانی جہنم کی طرف لے جاتی ہے اور یقیناً آدمی جھوٹ بولتا اور اس کے لیے کوشاں رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔''

اس لیے ہر حال میں سچی باتیں ہی نشر کی جائیں۔مخالف ماحول میں بھی سچائی کا

جادو ایک نہ ایک دن سر چڑھ کر بولے گا۔

۳- موقع ومحل اور معیار فہم وفراست کا لحاظ وخیال: سلفی منہج میں یہ بات بڑی اہمیت کی حامل ہے کہ کونسی بات کب اور کس سے کہی جائے ورنہ فائدہ کے بجائے نقصان اور اصلاح کے بجائے فساد کا قوی امکان ہے۔ عوام کے لیے عوامی مواقع وذرائع اختیار کیے جائیں اور خواص کے لیے خاص مواقع وذرائع ڈھونڈنا چاہئے۔ ہر بات ہر سطح اور ہر ذہن کے لوگوں کے لیے مناسب نہیں ہوتی۔ مخاطبین کی درجہ بندی ضروری ہے۔

عام طور پر کم علم اور نادان لوگ معمولی باتوں کا بھی غلط معنی ومفہوم لے لیتے ہیں اور بات کا بتنگڑ بناتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ خلیفہ ثانی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سفر حج پر تھے۔ یہ ان کا آخری حج تھا۔ انہوں نے منی میں ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اگر امیر المومنین کا انتقال ہوگیا تو میں فلاں شخص کے ہاتھ پر بیعت کرلوں گا۔ یہ سن کر حضرت عمر نے کہا کہ آج سہ پہر میں لوگوں سے خطاب کروں گا اور بتاؤں گا کہ کچھ لوگ کس طرح نصب امارت کے سلسلے میں ان کے حقوق چھین لینا چاہتے ہیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اس وقت حضرت عمر کو عوام سے خطاب کرنے سے روک دیا اور کہا کہ موسم حج میں ہر طرح کے ناواقف اور معمولی لوگ جمع ہوجاتے ہیں۔ یہ سب کثرت سے آپ کی مجلس میں جمع ہوجائیں گے مجھے ڈر ہے کہ آپ کی باتوں کا صحیح مطلب نہ سمجھ کر کچھ اور معنی نہ لے لیں اور منھ در منھ اڑاتے پھریں۔ اس لیے آپ مدینہ پہنچنے کا انتظار کیجئے وہاں آپ اللہ کے رسول کے مہاجر وانصار صحابہ سے خلافت جیسے اہم مسئلہ میں مشورہ کریں۔ (بخاری: 7323)

۳- واقعہ یا خبر کی چھان بین: سوشل میڈیا میں کٹ پیسٹ کا کلچر اس قدر عام ہوگیا ہے کہ بلا سوچے سمجھے ہر بات اور ہر خبر کو آگے بڑھا دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے مختلف قسم کی ذہنی، فکری، دینی، اخلاقی، منہجی، ملی، سماجی، معاشی، سیاسی خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ ملک میں فرقہ وارانہ منافرت اور موب لنچنگ کے رجحانات کے بڑھنے اور عالم اسلام کے حوالے سے بے چینی وبے اطمینانی پھیلنے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے۔ اس لیے خبر کی چھان بین ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”ان جاء کم فاسق بنباء فتبینوا“۔ (الحجرات:٦)

٤- ہر سچائی قابل اشاعت نہیں: گوکہ سلفی میڈیا کے ضابطہ اخلاق میں شامل ہے کہ سچی باتوں کی نشر واشاعت کی جائے لیکن بسا اوقات حقیقت بیانی یا صدق مقالی خود صحافیوں کی جان بھی لے سکتی ہے یا اس خبر یا پیغام کی اشاعت کی وجہ سے امت وجماعت کے لیے فتنوں کا دروازہ کھل سکتا ہے۔ ایسی صورت میں مصلحت کا تقاضہ ہے کہ اگر حلال وحرام کا مسئلہ نہ ہو تو اس حقیقت بیانی سے چشم پوشی کی جائے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے علم ومعرفت کے دو تھیلے حاصل کیے۔ ایک تھیلے کو پھیلا دیا اور اگر دوسرے کو بھی پھیلا دیتا تو میری شہ رگ کاٹ دی جاتی (بخاری: 120) شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ دوسرا تھیلا ملاحم وفتن کے بارے میں تھا جو کہ بعد کے زمانے میں وقوع پذیر ہوئے۔

(مجموع فتاوی: 13/257)

٥- اشاعتِ فحش سے کلی اجتناب: کوئی ایسا واقعہ، فیچر یا پروگرام جس کو نشر کرنے سے ملک وسماج میں برائی پھیلنے کا اندیشہ ہو اور اس سے بے حیائی کو شہ ملتی ہو تو ایسی صورت میں اس واقعہ نگاری یا فیچر و پروگرام کی ترسیل سے حذر لازم ہے۔

قرآن کریم میں اس پر سخت وعید آئی ہے۔ ”اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ“ (النور:١٩) ”جو لوگ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلانے کے آرزومند رہتے ہیں ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے“۔

٦- جانبداری سے گریز: سلفی میڈیا کے ضابطہ اخلاق میں داخل ہے کہ وہ جانبدار نہ ہو، بلکہ وہ ہر حال میں حق وعدل کا تقاضہ پورا کرے۔ محض ذاتی دشمنی کی وجہ سے یا غیر مسلک یا مذہب یا برادری سے رنجش کے سبب جانبدارانہ رپورٹنگ کرنا اور فیچر شائع کرنا سلفی روح کے منافی ہے۔ ”وَلَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی“۔ (المائدۃ:٨)

سلفی میڈیا کا شعار ہے۔

نہ سیاہی کے ہیں دشمن نہ سفیدی کے ہیں دوست
ہم کو آئینہ دکھانا ہے دکھا دیتے ہیں

٧- افواہ سازی اور غلط پروپیگنڈوں سے دوری:

غلط پروپیگنڈوں سے عام، تو عام خاص طبقہ بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ واقعہ افک اس کی بدترین مثال ہے۔ غلط پروپیگنڈے اور افواہیں اکثر اوقات عام تباہی و قیامت خیزی کا سبب بن جاتی ہیں۔ اور پوری کی پوری قوم شک وشبہ کے دائرے میں آجاتی ہے۔ پھر قتل وخون اور فتنہ وفساد کا وہ حیوانی دور چلتا ہے کہ انسانیت شرمسار ہوجاتی ہے۔ فی زمانہ میڈیا کا کوئی بھی سیکشن اس وبا سے محفوظ نہیں ہے۔ قرآن کریم نے اس روش پر بڑی شدت کے ساتھ قدغن لگائی ہے۔ ”لَئِنْ لَّمْ یَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ الْمُرْجِفُوْنَ فِی الْمَدِیْنَةِ لَنُغْرِیَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا یُجَاوِرُوْنَكَ فِیْهَاۤ اِلَّا قَلِیْلًا مَّلْعُوْنِیْنَ اَیْنَمَا ثُقِفُوْۤا اُخِذُوْا وَ قُتِّلُوْا تَقْتِیْلًا“ (الاحزاب:٦٠-٦١) ”اگر اب بھی یہ منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے اور وہ لوگ جو مدینہ میں غلط افواہیں اڑانے والے ہیں باز نہ آئیں تو ہم ان کو ان کی تباہی پر مسلط کردیں گے پھر تو وہ چند دن ہی آپ کے ساتھ اس شہر میں رہ سکیں گے۔ ان پر پھٹکار برسائی گئی جہاں بھی مل جائے پکڑے جائیں اور خوب ٹکڑے ٹکڑے کردیئے جائیں“۔

حدیث میں بھی اسے بڑا گناہ قرار دیا گیا ہے: ”کفی بالمرء اثما أن یحدث بکل ما سمع“ (ابوداود، کتاب الأدب، باب التشدید فی الکذب) ”آدمی کے گنہگار ہونے کے لیے بس اتنا کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کو بیان کرتا پھرے“۔

اس لیے وہ میڈیا جس میں غلط پروپیگنڈے کیے جاتے ہوں گرچہ وہ کسی مسلم ملک، جماعت یا مسلک یا ادارے کا ہی کیوں نہ ہو اس کو سلفی میڈیا نہیں کہا جاسکتا۔

٨- آزادی رائے اور مصالح خمسہ کی رعایت: آزادی اظہار سلفی میڈیا کو عام اداروں سے ممتاز کرتی ہے لیکن اس آزادی اظہار کو بھی چند

شرائط سے مشروط کردیا گیا ہے کہ میڈیا کے کسی نشریہ، پروگرام ،فیچر یا پوسٹ سے کسی کی ذاتیات پر حملہ نہ ہو۔کسی کے حقوق کی پامالی نہ ہو۔سماج ومعاشرہ پر اس کے غلط اثرات مرتب نہ ہوتے ہوں۔امن عام میں خلل نہ واقع ہوتا ہو۔کیوں کہ مصالح خمسہ کی حفاظت انسانوں کے بنیادی حقوق میں شامل ہے جس کا ہر شریعت اور ہر قانون نے پاس ولحاظ رکھا ہے اور وہ ہیں دین، جان، مال،عزت وآبرو،عقل۔ان مصالح کی خلاف ورزی کی وجہ سے ملک وسماج میں فساد وبگاڑ پیدا ہوگا۔

۹-نصح و خیر خواھی: سلفی میڈیا کا ایک ضابطہ اخلاق یہ بھی ہے کہ اس میں ہر کسی کے لیے نصح وخیر خواہی کا جذبہ نمایاں طور پر پایا جائے۔اس کی پیش کش ایسی ہو کہ ہر کوئی اس پیغام سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے حتی کہ وہ اسے اپنے مفاد میں سمجھنے لگے۔اس کے مشتملات سے کسی کی دلآزاری نہ ہوتی ہو نہ عوام کی نہ حکومت وقیادت کی۔میڈیا نصیحت کا فریضہ یقینی طور پر ادا کرے اور حکومت وقیادت کی خامیوں پر مثبت اور تعمیری تنقید بھی کرے لیکن اس کی اطاعت وفرمانبرداری کا دامن بھی ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے۔’’عن تميم الدارى أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: الدين النصيحة قلنا لمن يارسول الله؟ قال: لله ولكتابه ولرسوله ولأئمة المسلمين وعامتهم‘‘۔(مسلم:۵۵)’’حضرت تمیم داری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:’’دین خیر خواہی کا نام ہے،ہم نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ! خیر خواہی کس کے لیے ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ کے لیے،اس کی کتاب کے لیے،اس کے رسول کے لیے اور مسلمانوں کے اماموں اور عام لوگوں کے لیے‘‘۔

عوام کو حکومت وقت یا جماعت کے خلاف بغاوت پر ابھارنا یا اس کے خلاف غلط پروپیگنڈہ کرکے اس کو کمزور کرنے کی کوشش سلفی منہج کے منافی ہے۔سید التابعین سعید بن مسیّب، امام مالک،امام احمد بن حنبل،امام ابن تیمیہ وغیرہ ائمہ ہدی نے بلاوجہ آزمائشوں کی بھٹی میں ڈالے جانے کے باوجود حکومت کی اطاعت وفرمانبرداری سے سرمو انحراف نہیں کیا اور نہ ہی خروج کو روا جانا اور نہ ہی سواد اعظم کے خلاف کوئی پارٹی یا تنظیم بنائی۔

۱۰-سنجیدگی ومتانت: میڈیا میں سنجیدگی ومتانت کی بڑی اہمیت ہے۔اس کے دور رس اثرات مرتب ہوتے ہیں۔سخت گوئی وترش روئی معیوب وناپسندیدہ ہے۔خاص طور سے ایسے وقت میں جب کہ معاصر میڈیا سلفیت کے تئیں معاندانہ رویہ رکھتا ہو اور آپ کے وجود کو گوارہ کرنے کے لیے تیار نہ ہو۔اگر کسی طرح سے میڈیا محاذ میں آپ بلا لیے جائیں تو ایسی صورت میں سنجیدگی ومتانت اور خوش اخلاقی ونرم گفتاری کی ضرورت دوچند ہوجاتی ہے۔کیونکہ میڈیا آپ کو بدنام کرنے اور مشتعل کرنے کے لیے متعدد حربے استعمال کرے گا۔اگر آپ مشتعل ہوگئے تو حق پر ہونے کے باوجود آپ کو رسوائی ہاتھ لگ سکتی ہے۔فی زمانہ ٹی وی محاذوں میں اس کے افسوس ناک مظاہر سامنے آچکے ہیں۔رسول اللہ ﷺ کا اسوہ ہمارے سامنے ہے ’’فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنتَ لَهُمْ، وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ‘‘۔(آل عمران:159)’’اللہ تعالیٰ کی رحمت کے باعث آپ ان پر نرم دل ہیں اگر آپ بدزبان اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے چھٹ جاتے‘‘اور ہمیں ادب المناقشہ سکھلایا گیا ہے کہ’’ ولا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۔(العنکبوت:46)’’اور اہل کتاب کے ساتھ بحث ومباحثہ نہ کرو مگر اس طریقے پر جو عمدہ ہو‘‘۔

۱۱-تناقص اور دھرا رویے سے اجتناب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے’’يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ. كَبُرَ مَقْتًا عِندَ اللّٰهِ أَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ‘‘(الصّف:۲-۳)’’اے ایمان والو!تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔تم جو کرتے نہیں اس کا کہنا اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔‘‘

عموماً ہمارا قلم اس کے برعکس چلتا ہے۔ایک طرف امت وجماعت کے منظم اور متحد نہ ہونے کا رونا رویا جاتا ہے اور دوسری طرف مضامین اور فیچر ایسے لکھتے ہیں اور تقریریں ایسی کرتے ہیں کہ ملت کے اتحاد ویگانگت کا خواب چکنا چور ہوجاتا ہے اختلاف وانتشار کو راہ ملتی ہے بدگمانیوں کو پر لگتے ہیں اور اس سب کے نتیجے میں ایسے ایسے واقعات رونما ہوتے ہیں کہ شیطان کو بھی شرم آنے لگتی ہے۔

۱۲-رموز مملکت خسرواں دانند: کوئی بھی مسئلہ یا واقعہ ہو اگر وہ عام دینی،ملکی،ملی یا جماعتی وتنظیمی امور سے متعلق ہو تو ایسی صورت میں عام لوگوں کو اس پر رائے زنی اور بیان بازی سے گریز کرنا چاہئے۔اور اولیاء الامور تک اسے احالہ کردینا چاہئے کہ وہ حسب مصلحت اخباری بیان دیں اور اظہار خیال کریں۔اولیاء الامور یا جماعت کے سربراہوں پر اعتماد کرنا ضروری ہے، بلاوجہ ان کی نیتوں پر شک نہیں کرنا چاہئے۔ورنہ دس منھ دس باتیں،فوضی کی صورت حال پیدا ہوجائے گی اور مدعا کمزور پڑ جائے گا اور عقیدہ ومنہج کا جو خسارہ ہوگا وہ الگ۔اللہ تعالیٰ نے اس سلسلے میں واضح طور پر گائیڈ لائن مقرر کردی ہے۔وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنبِطُونَهُ مِنْهُمْ (النساء:۸۳)’’جہاں انہیں کوئی خبر امن کی یا خوف کی ملی،انہوں نے اسے مشہور کرنا شروع کردیا،حالانکہ اگر یہ لوگ اسے رسول ﷺ کے اور اپنے میں سے ایسی باتوں کی تہہ تک پہنچنے والوں کے حوالے کردیتے تو اس کی حقیقت وہ لوگ معلوم کرلیتے جو نتیجہ اخذ کرتے ہیں‘‘۔

رویت ہلال ودیگر مواقع پر افراد امت وجماعت کی طرف سے جس بے صبری اور جلد بازی بلکہ طوفان بدتمیزی کا مظاہرہ ہوتا ہے کہ الامان والحفیظ۔ان مواقع پر ہر کوئی بیان بازی کو اپنا دینی فریضہ سمجھتا ہے جس سے معاشرے میں انتشار واختلاف اور بے چینی کی فضا قائم ہوتی ہے اور عیدین جو کہ اتحاد ویگانگت اور الفت ومحبت کے روحانی مظاہرے ہیں وہ افراد وجماعت کی اس جلد بازی اور غیر ذمہ دارانہ رویے کی وجہ سے پارہ پارہ ہوجاتے ہیں۔ان جلد بازوں اور بریکنگ نیوز کے رسیا لوگوں کو شریعت کا یہ ڈسپلن معلوم نہیں ہے کہ رویت ہلال وغیرہ کی خبروں کا اعلان اولوالامر اور جماعت وملت کے سربراہان اعلیٰ کی ذمہ داری ہے نہ کہ عام افراد وجماعت کی۔

۱۳-ٹکراؤ سے حذر لازم ھے: اگر کسی مسئلہ میں نقطۂ نظر یا خیال ایک دوسرے سے مختلف ہوجائے تو حکمت کے ساتھ اس کی اصلاح ہونی چاہئے۔

ٹکراؤ سے مسائل الجھتے ہیں سلجھتے نہیں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے صدمے نے صحابہ کرام کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس بات کو قبول کرنے کے لیے تیار ہی نہیں تھے کہ رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے ہیں اور ان کا یہ موقف شدت کا رخ اختیار کر گیا تھا۔ ایسے میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور سیدنا عمر فاروق سے اس مسئلہ میں الجھے بغیر دوسری جگہ کھڑے ہو کر نہایت معروضی انداز میں خطاب کرنے لگے۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ صحابہ کی غلط فہمی فوراً دور ہو گئی اور خود حضرت عمر کو بھی اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ سیدنا ابوبکر صدیق ایسا نہیں کرتے تو امت میں پرتشدد وخونریز فتنہ کھڑا ہو جاتا۔

۱۴- امانت و رازداری: سلفی میڈیا کا ایک ضابطہ اخلاق یہ بھی ہے کہ لوگوں کے راز افشاں نہ کیے جائیں اور کسی ذریعہ نے نام ذکر نہ کرنے کا اس سے عہد لیا تو اس عہد کا پاس ولحاظ رکھا جائے۔ ''وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا'' (الاسراء:۳۴) ''اور وعدے پورے کرو، کیوں کہ قول وقرار کی باز پرس ہونے والی ہے''۔

میڈیا میں اثر و نفوذ اور جگہ بنانے کا طریقہ کار: چونکہ ملکی وعالمی سطح پر سلفی میڈیا کا وجود نا کے برابر ہے اور ہمیں اپنے منصبی تقاضوں کے پیش نظر میڈیا کے ذریعہ اپنا پیغام اور دعوت عام بھی کرنا ہے تاکہ ہمارے منہج کے حوالے سے پھیلائی گئی غلط فہمیوں کا ازالہ ہو سکے اور ہمارے متعلق مثبت رائے عامہ ہموار ہو سکے۔ ایسی صورت میں معاصر میڈیا اور ذرائع ابلاغ میں اثر ونفوذ اور جگہ بنانا ضروری ہے اور کوشش کرنے پر اس کے لیے مواقع بھی میسر آ سکتے ہیں بشرطیکہ کمال ہوشیاری اور حکمت ودانائی کے ساتھ اسے برتا اور استعمال کیا جائے۔ مثلاً

۱- ٹی وی چینلز کا کچھ وقت کرایہ پر لینا: چونکہ مستقل ٹی وی چینل کا قیام ہمارے وسائل اور پر پیچ قانونی مسائل کے پیش نظر ممکن نہیں ہے۔ اس لیے اپنے پیغام کی نشر واشاعت کے لیے اہم ٹی وی چینلز کے کچھ اوقات کرایہ پر لے سکتے ہیں۔ یہ کام متعدد دینی وسماجی تنظیمیں کر رہی ہیں۔ اگر وسائل ساتھ دیتے ہوں تو ایسا کرنا چاہئے۔

۲- انٹر نیٹ پر نیوز پورٹل کا قیام: آج کل مختلف افراد اور ادارے شخصی نیوز پورٹل چلا رہے ہیں اور ان کے ذریعہ اپنے افکار وخیالات کی نشر واشاعت کر رہے ہیں۔ یہ پورٹل زیادہ وسائل طلب بھی نہیں ہوتے اور ان کو چلانا بھی آسان ہے۔ ہم اس طرح کے پورٹل کے ذریعہ میڈیا کی کمی پوری کر سکتے ہیں۔

۳- ویب سائٹ: آج کے زمانے میں ویب سائٹ تعارف اور پیغام رسانی کا اہم اور تیز ترین ذریعہ ہے۔ آپ انٹرنیٹ پر جگہ خرید کر اپنی ویب سائٹ بنوا سکتے ہیں اور اس میں اپنے منہج کا تعارف ہر زبان میں ڈال سکتے ہیں۔ کوئی یوزر اگر سلفیت کے بارے میں مواد تلاش کرنا چاہے گا تو ایسی صورت میں جہاں اسے بڑی تعداد میں مخالفین کی تحریریں ملیں گی وہاں آپ کی ڈالی ہوئی مثبت تحریر بھی ملے گی۔ ممکن ہے کہ آپ کی تحریر اس یوزر کے زاویہ نگاہ کو بدل دے۔

رسائل و جرائد کا اجراء اور مقالہ نویسی: چونکہ روزناموں کا اجراء بہت وسائل طلب کام ہے۔ اس لیے اگر ممکن ہو تو مختلف زبانوں میں ماہنامہ، دوماہی، سہ ماہی رسائل وجرائد شائع کریں۔ اور اگر یہ بھی ممکن نہیں ہے تو کم از کم اخبارات ورسائل میں مختلف دینی، سماجی اور اخلاقی موضوعات پر علمی وتحقیقی مضامین تحریر کریں۔ بطور خاص ان امور ومسائل پر اشہب قلم کو مہمیز لگائیں جن کا ملک و سماج سے براہ راست تعلق ہو جیسے آلودگی، شراب نوشی، عصمت دری، کرپشن، دہشت گردی وغیرہ۔ چونکہ مضامین خواص لوگ پڑھتے ہیں اس لیے رائے عامہ کی تشکیل میں آپ کے مضامین اہم کردار ادا کر سکتے ہیں بشرطیکہ آپ کا مضمون علمیت، منطقیت اور معروضیت سے لیس ہو۔ اور اسلوب دل کے دروازے پر دستک دینے والا ہو۔

فیس بک: پیغام کی ترسیل کے لیے فیس بک آسان ترین ذریعہ ہے۔ فی زمانہ فیس بک نے انقلابی کارنامے انجام دیے ہیں۔ اور بڑے بڑے بت توڑے ہیں۔ سلفی منہج کے تعارف اور فروغ کے لیے اسے بھی اختیار کیا جا سکتا ہے۔

واٹس ایپ: واٹس ایپ پیغام کی ترسیل کا سب سے آسان ذریعہ ہے۔ اور ہر کہہ ومہہ کے دسترس میں ہے۔ اس میں گروپ بنا کر دین ومنہج کی بڑی خدمت کی جا سکتی ہے بشرطیکہ اس کے دینی، اخلاقی وقانونی پہلوؤں کا لحاظ کیا جائے۔

ٹوئیٹر: ٹوئیٹر بھی پیغام کی ترسیل اور رائے عامہ کی تشکیل کا اہم ذریعہ ہے۔ ٹوئیٹر ہنڈل کے ذریعہ ہم خواص طبقہ تک اپنی دعوت کو پہنچا سکتے ہیں۔

پریس ریلیز کا اجراء: ملک وبیرون ملک میں رونما ہونے والے احوال واوضاع جو دینی، منہجی، ملی، انسانی اہمیت کے حامل ہوں ان کے حوالے سے پریس ریلیز جاری کر کے وضاحت پیش کی جا سکتی ہے اور اپنا موقف واضح کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح دعوتی وتربیتی پروگراموں کی تفصیلات بھی شائع کی جا سکتی ہیں۔ علی العموم اخبارات پریس ریلیز کو اہتمام کے ساتھ شائع کرتے ہیں۔ یہ ان کی اخلاقی و پیشہ ورانہ ذمہ داری ہوتی ہے۔

ایڈیٹر کے نام خط: اخبارات وجرائد میں اگر آپ کے عقیدہ ومنہج کے خلاف کوئی رپورٹ شائع ہوتی ہے جس سے رائے عامہ کے گمراہ ہونے کا اندیشہ ہو تو ایڈیٹر کے نام آپ خط لکھ سکتے ہیں۔ اخبارات اس مراسلے کو شائع کرنے کے پابند ہوتے ہیں۔ ایک مرتبہ شائع نہ کریں تو بار بار لکھیں، پھر بھی آپ کا مراسلہ شائع نہ کریں تو آپ کو قانونی چارہ جوئی کا حق ہے۔ مراسلہ کا اسلوب وزبان سنجیدہ اور سلجھا ہوا ہونا چاہئے۔ ایڈیٹر کے نام خط بہرحال فائدے سے خالی نہیں ہے۔ حتی کہ نہ شائع ہونے کی صورت میں بھی وہ اپنا کام کر گیا ہوتا ہے۔ وہ اخبار آئندہ آپ کے خلاف کوئی رپورٹ یا فیچر کو شائع کرنے میں تامل ضرور کرے گا۔

اہم صحافیوں سے خصوصی ملاقات: عام طور پر شکایت کی جاتی ہے کہ میڈیا ہماری آواز کو نظرانداز کرتا ہے اور ہماری خبریں شائع نہیں کرتا یا یہ کہ ہمارے خلاف نیوز چینل اور اخبارات میں رپورٹیں شائع کی جاتی ہیں۔ اس کی بڑی وجہ آپ سے، آپ کے پیغام سے اور آپ کے اداروں سے میڈیا کی عدم واقفیت ہے۔ آپ نیوز چینلز اور اخبارات کے ایڈیٹرز اور پرنٹ میڈیا کے اہم صحافیوں سے ٹائم

لیں۔ان کے ساتھ چائے پئیں اور اپنے بارے میں ان کو بتائیں۔اس کے خاطر خواہ نتائج سامنے آئیں گے۔

میڈیا انٹر کشن: میڈیا کو ہموار کرنے اور اس میں اپنی پکڑ مضبوط بنانے کے لیے میڈیا انٹرکشن اہم کردار ادا کرتا ہے۔میڈیا انٹرکشن یہ ہے کہ وقتا فوقتا میڈیا والوں کو اپنے یہاں بلائیں اور ان کی دعوت کریں جس کا فائدہ یہ ہوگا کہ جب آپ کوئی بیان جاری کریں گے یا کوئی خبر ان کوارسال کریں گے تو وہ لاعلمی کا عذر نہیں کرسکیں گے اور وہ آپ کی ریلیز کواہمیت دے کر شائع کریں گے۔اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جب ہم کوئی پروگرام منعقد کرتے ہیں تو اس وقت میڈیا کی یاد آتی ہے اور ہم ان کو دعوت دیتے ہیں۔یہ صحیح طریقہ نہیں ہے۔صحافیوں کا آپ کے پاس آنا جانا پہلے سے رہے گا تو پروگراموں کے وقت بطور خاص وہ خود آئیں گے یا نمائندہ بھیجیں گے اور آپ کے پروگرام کو خاطر خواہ کوریج ملے گا۔

پریس کانفرنس: پریس کانفرنس کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔غیر معمولی حالات میں اس کا انعقاد عمل میں لایا جاتا ہے۔مثلاً کسی بڑی کانفرنس کی تشہیر کرنی ہو یا کوئی اہم قومی، ملی یا جماعتی مسئلہ درپیش ہو گیا ہو جن کی وسیع پیمانے پر فوری وضاحت مقصود ہو تو اس وقت پریس کانفرنس کا انعقاد کافی ممد ومعاون ثابت ہوتا ہے۔اس کے انعقاد کے لیے پریس کلبوں کا ہونا ضروری نہیں ہے۔اسے آپ ہر اس جگہ پر منعقد کرسکتے ہیں جہاں میڈیا کی رسائی آسان ہو۔

میڈیا محادثے میں شرکت: فی زمانہ روز وشب رونما ہونے والے اہم واقعات وحوادث کے سلسلے میں ٹی وی چینلز پر ڈبیٹ کا بڑا چلن ہے۔اس میں ماہرین کو بلایا جاتا ہے اور ان ماہرین کے مابین اس موضوع پر محادثہ ہوتا ہے۔اگر ان محادثوں میں شرکت کا موقع ملے تو پوری تیاری کے ساتھ ضرور شریک ہونا چاہئے۔چونکہ ان محادثوں کو عوام وخواص بڑی توجہ سے دیکھتے اور سنتے ہیں اس لیے ان پروگراموں کے ذریعہ آپ کے منہج کا تعارف وسیع پیمان پر ہونے کا امکان ہے۔بشرطیکہ آپ اینکر اور شرکاء محادثہ کی باتوں کو سنجیدگی سے سنیں اور متانت کے ساتھ ان کا جواب دیں۔

واضح رہے کہ ایک سلفی صحافی ان سارے ذرائع ابلاغ میں اسی وقت موثر کردار ادا کرسکتا ہے جب اس کا مبلغ علم وسیع ہوگا، دین ومنہج کی اس کو پوری جانکاری ہوگی، اسے زبان وبیان پر قدرت حاصل ہوگی، اشعار وضرب الامثال کے استعمال کے ہنر سے واقف ہوگا، اس کا اچھوتا اور جاذب اسلوب نگارش ہوگا اور پیشکش بھی عمدہ ہوگی، تاریخ وجغرافیہ عالم پر اسے دسترس حاصل ہوگا، حالات حاضرہ پر اس کی نگاہ ہوگی، تجزیہ کی قوت ہوگی۔اس سب کے ساتھ ساتھ انگریزی زبان وادب میں عبور حاصل ہونا از حد ضروری ہے۔انگریزی دانی کے بغیر آدمی بڑا صحافی نہیں بن سکتا ہے۔

☆☆☆

(بقیہ صفحہ ۱۶ پر)

یادرہے لعن وطعن کرنے والی، اپنے شوہروں کی ناشکری کرنے والی بیویاں کبھی مثالی بیوی نہیں بن سکتیں، بلکہ یہ دونوں برائیاں اسے جہنم میں پہنچانے والی ہیں، ایک بار رسول کائنات ﷺ نے عورتوں کی مجلس میں کہا کہ میں نے جہنم میں سب سے زیادہ عورتوں کو دیکھا ،عورتوں نے اس کا سبب دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تکثرن اللعن وتکفرن العشیر کہ تم بہت زیادہ لعن طعن اور اپنے شوہروں کی ناشکری کرتی ہو۔(صحیح مسلم:۱۱۴)

اس زمانہ کی عورتوں کو خصوصاً ماڈرن ازم کی طرف مائل مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں کو جوکہ اپنی من مانی کیا کرتی ہیں، شوہروں کی نافرمان ہیں بلکہ ان پر حکومت کرنا چاہتی ہیں، آزادی اور حقوق نسواں کے نام پر شتر بے مہار کی طرح اندر باہر بے پردہ آتی جاتی رہتی ہیں مذکورہ حدیث پر غور کرنا چاہیے اور اپنی حرکتوں سے باز آجانا چاہیے اللہ توفیق دے۔

محترم قارئین! نیک بیوی کو نبی کریم ﷺ نے کائنات کی انمول شئے قرار دیا ہے ارشاد ہے: الدنیا کلها متاع وخیر متاع الدنیا المرأة الصالحة یعنی دنیا متاع کا ایک ذخیرہ ہے اور دنیا کا سب سے بہترین متاع نیک عورت ہے۔(صحیح مسلم:۲۶۶۸)

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: نیک عورت حقیقت میں وہی ہے جو اپنے شوہر کی اطاعت وفرمانبرداری پر مداومت اور ہمیشگی برتے۔اللہ اور اس کے رسول کا حق ادا کرنے کے بعد شوہر کے حق سے بڑھ کر کوئی حق نہیں رہ جاتا۔(مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ:۲۳/۲۷۵)

چنانچہ ہمارے سامنے حضرت حواء علیہا السلام سے لے کر امہات المومنین، صحابیات وتابعیات وتبع تابعیات تک بلکہ تتبع کیا جائے تو آج تک ایسی ایسی خواتین ملیں گی جنھوں نے ایمان باللہ، تقویٰ وطہارت، عبادت وریاضت اور احکام الٰہی کی کما حقہ پابندی کرتے ہوئے ایسی مثالی بیوی بھی بن کر دکھایا ہے کہ قرآن وسنت اور تاریخ وسیر کی کتابوں نے رہتی دنیا تک ان کے نقوش کو اپنے سینوں میں محفوظ کر کے قیامت تک کے لیے اسوہ ونمونہ اور آئیڈیل بنا دیا ہے جن کو پڑھ کر اور سن کر عورتیں اپنے لئے نشان راہ متعین کرسکتی ہیں۔

لہٰذا اے میری ماؤں اور بہنو! اگر تمہارا شوہر ظالم وجابر ہو تو حضرت آسیہ کے نقش قدم پر چلو، اگر شوہر زیادہ محبت کرنے والا ہو تو حضرت عائشہ صدیقہ بن جاؤ اگر شوہر پریشان حال اور حزن وغم میں ڈوبا ہوا ہو تو حضرت خدیجہ جیسی غمگسار بن جاؤ عفت وپاکدامنی کا معاملہ ہو تو حضرت مریم کی تقلید کرو، شوہر کی اطاعت کرنا ہو تو امہات المومنین کی مثال موجود ہے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اسلام کی تمام بیٹیوں کو مثالی بیوی بنائے اور بگڑی ہوئی بیویوں کی اصلاح فرمائے۔آمین

مصادر ومراجع (۱) ہدیۃ النساء۔حافظ مبشر حسین حفظہ اللہ (۲) سیر الصحابیات۔مولانا عبدالسلام ندویؒ (۳) کامیاب شادی کے سنہرے اصول۔محمد عبدالرحمٰن عمر حفظہ اللہ (۴) جنتی عورت۔انصار زبیر محمدی حفظہ اللہ (۵) مسلمان عورت اخلاق وعادات۔دکتور زین محمد شحاتہ محمد (۶) مثالی خاتون۔شیخ مجدی فتح السید

☆☆☆

منصور عالم کارگذار ناظم اعلیٰ صوبائی جمعیت اہل حدیث پنجاب

آہ! ڈاکٹر عبدالدیان انصاری

ڈاکٹر عبدالدیان انصاری صاحب رحمہ اللہ سابق ناظم وسابق امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث پنجاب ان غیور، بے باک اور صریح موقف وشان بان والے آدمی تھے جو کسی سے مرعوب ہونا نہیں جانتے تھے، جمعیت وجماعت کی بھلائی وبہی خواہی ہمیشہ پیش نظر رہتی تھی، دینی وجماعتی معاملے میں ادنی ہیر پھیر نہ جانتے تھے اور نہ ہی اسے برداشت کرتے تھے۔ دین کے نام پر سیاست اور جماعت کی ہمدردی کے نام پر جتنی لغویات اور لایعنیات بکے اور کہے جاتے تھے، ان سے سخت نفرت فرماتے تھے۔ زمینی آدمی تھے اور جماعت وملت کو سمجھتے تھے اور اس میں گہری جانکاری ودلچسپی رکھنے کی وجہ سے حقائق اور سچائیوں پر نظر تھی۔ اس لئے ان سرپھروں اور زبانی جمع خرچ کرتے رہنے والے مصلحین ومفسدین کو یہی نہیں کہ پہچانتے تھے بلکہ ان کو منہ توڑ اور مسکت جواب دیتے تھے۔ ان کے بعض بہت قریبی جن کو قلم پکڑنے کا قدرے شعور آگیا ہے اور بعض عالمی منظمات وجمعیات واقوام پر ادھر ادھر سے کچھ جمع کر دینے کا گر سیکھ لینے کو اپنی علمی وفکری معراج کی انتہا مانتے ہیں ان کے بارے میں فرماتے تھے کہ ان اقوام وجماعات کی جن سازشوں کا تذکرہ ہمارے بعض عزیز کرتے ہیں، لگتا ہے وہ ان ہتھکنڈوں کو بلا وجہ جماعت وجمعیت اور شخصیات کے لئے استعمال کرنا ضروری سمجھتے ہیں، اس لئے ان کو مسکت اور کرارا جواب دیکر راحت محسوس کرتے تھے۔ نصیحت بھی فرماتے تھے اور تعصّبات کے بدبودار وملعون ہونے کی وجہ سے بچنے کی تعلیم وتلقین فرماتے تھے۔

شنکر نگر کی زرخیز مگر غضب انگیز بستی کے معزز باشندے ہونے کے باوجود مسائل کو خوب پرکھ کر سنجیدہ موقف اختیار کرتے اور اسی میں جماعت وجمعیت اور منہج کتاب وسنت کی بھلائی سمجھتے تھے۔ ان سلبیات سے کوسوں دور ونفور تھے جو آج کل مصلح نما مفسدوں، عالم نما جہلا اور خیر خواہ نما بدخواہوں سے آئے دن سرزد ہوتے رہتے ہیں۔ ہر تعمیر میں تخریب فرمائی کہ اس کا وجود ختم ہوکر رہ جائے آج ناقدین کا شیوہ بنتا جارہا ہے۔ گویا وہ ناقد ومصلح نہیں تخریب کار اور فسادی ہوں۔ ایسے وقت میں ڈاکٹر صاحب جیسے لوگوں کی کیا اہمیت وضرورت تھی وہ کام کرنے والے اور کرانے والے ہی جانتے ہیں۔ وہ یہی نہیں کہ جمعیت کے کاموں میں دست وبازو بنتے تھے بلکہ معاون ومددگار کے ساتھ ہتھیار اور تلوار برسرگردن اشرار بھی رہتے تھے۔ جماعت وجمعیت کے کاموں سے انتہائی دلچسپی، لگن اور محبت کے ساتھ ساتھ دونوں ہاتھوں سے خرچ بھی کرتے تھے۔ وہ اس بات کے حق دار وسزاوار ہیں کہ ''**اذکرو محاسن موتاکم**'' کے پیش نظر بھی ان کے متعلقین ان کے سلسلے میں لکھیں۔ خوشی ہے کہ عزیز مکرم جناب منصور عالم صاحب کارگزار ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث پنجاب نے اپنے مضمون میں ان کی زندگی کے کئی اہم گوشوں پر مختصراً روشنی ڈالی ہے، جسے ہدیہ قارئین کیا جارہا ہے۔ الغرض خدا بخشے بڑی ہی خوبیاں تھیں مرنے والے میں۔ اللہ مغفرت فرمائے، پسماندگان خصوصا صاحبزدگان انوار انصاری صاحب اور اکمل انصاری صاحب اور صاحبزادی کو ان کے لیے صدقہ جاریہ بنائے اور جماعت وجمعیت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین۔ اللهم اغفرله وارحمه واعفه واعف عنه (ادارہ)

ڈاکٹر عبدالدیان رحمہ اللہ سے میری پہلی ملاقات قریباً ۱۵/سال پہلے ہوئی تھی۔ جب ان کا ٹرانسفر جھٹ گاؤں میں ہوا تھا۔ جو مالیر کوٹلہ سے ۲۰ کلومیٹر فاصلے پر ہے۔ ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ جمعۃ المبارک کی نماز کے لئے اکثر جامع مسجد اہل حدیث تشریف لاتے تھے، اور بہت سے لوگوں سے ملاقات بھی ہوجاتی تھی۔ جماعت وجمعیت کے لوگوں سے بڑے پرتپاک سے ملتے تھے۔

چونکہ میری دواؤں کی دوکان ہے وہ ہمیشہ نماز جمعہ کے بعد اپنی اور اپنے اہل خانہ کی دوائیں مجھ سے ہی خریدتے تھے۔ انہوں نے ہی مجھے بتایا تھا کہ یہاں آنے سے پہلے ان کی بائی پاس سرجری ہوچکی ہے اور اکثر ان کی دوائیں بھی اسی تعلق سے ہوتی تھیں۔

ڈاکٹر عبدالدیان انصاری رحمہ اللہ کا آبائی وطن شنکر نگر ضلع بلرامپور صوبہ اتر پردیش تھا۔ آپ نے ابتدائی دینی ابتدائی اور دنیاوی تعلیم گاؤں میں ہی حاصل کی اور انٹر کی تعلیم کے لئے بلرامپور چلے گئے اور آپ نے بی یو ایم ایس کی ڈگری طبیہ کالج پٹنہ بہار سے امتیازی نمبروں سے حاصل کی۔

ڈاکٹر عبدالدیان انصاری رحمہ اللہ پہلی مرتبہ پنجاب میں اپنی نوکری کے سلسلے میں ہی آئے تھے اور ان کا تقرر میڈیکل آفیسر یونانی کے طور پر ہوگیا۔ بعد ازاں پنجاب گورنمنٹ کی شرائط کے مطابق پنجابی مضمون دسویں جماعت کے سٹینڈ ڈ کا پاس کیا۔ اور اس طرح آپ پنجاب سرکار کے صحت محکمہ کے مستقل نوکر ہوگئے۔ محکمہ

ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ ایسے خاندان سے تعلق رکھتے تھے جو خرافات بدعات اور دنیاوی رسموں سے کوسوں دور تھا۔ آپ میں دین اور شریعت کی صحیح تصویر عام لوگوں تک پہنچانے کی تڑپ تھی۔ بدعات کے آپ سخت خلاف تھے۔ ہمیشہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے راہ مستقیم پر چلنے کی تلقین کرتے تھے۔ جن پر چلنے پر ہی ایک سچے وپکے مسلمان کو منزل مل سکتی ہے۔

آپ نے پنجابی کا دسویں جماعت کا مضمون پاس کیا تھا۔ اس لیے آپ پنجابی زبان بہت اچھی طرح بولتے تھے اور پنجابی گورمکھی لپی میں لکھ بھی لیتے تھے۔ آپ نے قرآن شریف کے پنجابی ترجمے کی پروف ریڈنگ کی۔ آپ نے سلفی العقیدہ پنجابی زبان میں نماز کے کتابچے اور بہت سی دوسری مستند کتابوں کی پروف ریڈنگ اور ایڈیٹنگ کی۔ ان سب کتابوں کو عالم اسلام کے معروف اشاعتی ادارے دارالسلام ریاض، سعودی عربیہ نے شائع کیا۔ اللہ آپ کو اس کام کے لئے صدقہ جاریہ کا حصہ ضرور بنائے گا۔ ان شاء اللہ

ڈاکٹر عبدالدیان انصاری رحمہ اللہ نے ۲۰۰۳ء میں ریٹائرمنٹ کے بعد مالیر کوٹلہ کو ہی اپنا مسکن بنایا۔

ڈاکٹر صاحب کی قابلیت اوراہلیت کودیکھتے ہوئے آپ کو پہلے جمعیت اہل حدیث پنجاب کا ناظم اعلیٰ بنایا گیا۔اس ذمہ داری کوانھوں نے بڑے ہی احسن طریقے سے نبھایا۔آپ نے معاشرے کے سبھی لوگوں کو جمعیت اہل حدیث پنجاب کا فارم بھرکرممبر بنایا۔اوراسلامی تنظیموں میں کام کرنے کی ترغیب دلائی اوران کی افادیت اوراہمیت کولوگوں کے سامنے رکھا۔مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے اسلامی لٹریچر منگواکرلوگوں میں مفت تقسیم کیے۔تاکہ لوگوں میں دین کے تئیں بیداری پیدا ہواور سماج میں لوگوں کے پیدا کردہ رسومات وخرافات سے امت مسلمہ بچے۔پنجاب میں اردونہ جاننے والوں کے لئے قرآن شریف پنجابی ترجمے کے ساتھ مفت تقسیم کئے نماز کی مختصر کتابیں گورمکھی رسم الخط میں شائع کیں جومفت تقسیم کی گئیں۔

ڈاکٹرعبدالدیان انصاری رحمہ اللہ بہت ہی آسان اورسادہ زبان میں لکھتے تھے ان کی تحریر میں روانگی اورسلاست موجودتھی اوران کی زبان میں شگفتگی اورچاشنی بدرجہ اتم موجودتھی۔ پڑھنے والا اس کے خط اورتحریرکو پڑھ کرلطف اندوز ہوتا تھا۔گرچہ وہ شاعروادیب نہیں تھے۔پھربھی ان کوبیسویں صدی کے شاعراکبرالہ آبادی کے مزاجیہ اشعارڈاکٹر علامہ اقبال کے فکرانگیز اشعاراورکبیر کے دوہے زبانی یادتھے۔اکثر ہم لوگوں کووہ برمحل شعرسنا کرمحظوظ کیا کرتے تھے۔

ڈاکٹرعبدالدیان انصاری رحمہ اللہ آخری دنوں میں جماعت اہل حدیث پنجاب کے امیر تھے ۔پچھلے کچھ عرصے سے وہ متواتر بیمار چلے آرہے تھے۔کئی ڈاکٹروں اورمعالجوں کے مشورے کے بعدبھی طبیعت سنبھل نہیں رہی تھی۔ناسازطبیعت ہوتے ہوئے بھی وہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی میٹنگوں اورپروگراموں میں تواتر سے شامل ہوتے تھے۔آپ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس شوری اورمجلس عاملہ دونوں کے ممبر تھے۔مرکزمیں آپ کی علمیت اوردوراندیشی کوبہت قدرکی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔اوراکثر ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ سے مختلف امور پرمشورہ بھی طلب کیا جاتا تھا۔ ان سب باتوں سےان کی قدومنزلت کاپتہ چلتاہے۔

ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ اپنی بیماری کی پریشانی کوتوبرداشت کررہے تھے اورساتھ ہی وہ جمعیت اہل حدیث پنجاب کے کازکے بارے میں بھی فکرمندرہتے تھے۔انہوں نے اپنے انتقال سے دومہینے قبل اپنا استعفیٰ مجھے بھیج دیا تھا۔اوردوسری طرف جمعیت اہل حدیث پنجاب کی میقات بھی پوری ہونے والی تھی۔

آخرموت پرکس کازورہے۔اپنی طویل علالت کے بعدڈاکٹر صاحب ۱۵رستمبر ۲۰۱۸ءبعددوپہرتین بجے اپنے مالک حقیقی سے جاملے۔اناللہ وانا الیہ راجعون انتقال کےوقت ان کی عمرتقریبا۶۸ سال تھی۔آپ ۱۵رفروری ۲۰۰۷کو اپنے محکمہ سے ریٹائرہوئے تھے۔

ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ کے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ دوبیٹے اورایک بیٹی ہے۔ جمعیت اہل حدیث پنجاب غم کی اس گھڑی میں پسماندگان ، متعلقین اور سوگواران سے اظہارتعزیت کرتاہے۔اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ کی لغزشوں کو معاف کرے اوران کے درجات بلندکرے اورجنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔آمین اورجملہ ارکان ولواحقین کوصبرجمیل عطافرمائے۔آمین

مرکز کے شب و روز:

اہل حدیث کمپلیکس اوکھلائی دہلی میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ذمہ داران ومعززین کی آمد

اہل حدیث کمپلیکس اوکھلائی دہلی میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ذمہ داران اوردیگرمعززین کی آمدکا سلسلہ جاری رہتاہے۔پچھلے دنوں سرپرستِ جمعیت فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر عبدالرحمٰن بن عبدالجبارفریوائی صاحب،معروف اسکالر فضیلۃ الشیخ رفیع احمدمدنی صاحب آسٹریلیا،سرپرست جمعیت ومدیرالمعہد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیہ فضیلۃ الشیخ صلاح الدین مقبول احمدصاحب، ناظم مالیات الحاج وکیل پرویز صاحب، نائب ناظم حافظ محمدیوسف صاحب ، نائب ناظم مرکزی جمعیت اہل حدیث برطانیہ مولانا شیرخان جمیل احمدعمری صاحب ، حافظ شکیل احمد میرٹھی صاحب،امیر صوبائی جمعیت اہلحدیث آندھراپردیش ڈاکٹر سعید احمد مدنی صاحب، امیر ضلعی جمعیت اہل حدیث سدھارتھ نگرمولانامحمدابراہیم مدنی صاحب،ناظم جامعہ اسلامیہ خیرالعلوم ڈومریا گنج یوپی ڈاکٹرعبدالباری صاحب، امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث مدھیہ پردیش مولانا عبدالقدوس عمری صاحب اورنائب امیرمرکزی جمعیت اہل حدیث ہند حافظ محمدعبدالقیوم صاحب وغیرہم تشریف لائے اورجمعیت کے ہمہ جہت نشاطات اورکاموں کوآنکھوں سے دیکھ کربے حدمسرورہوئے،خصوصاتعمیری کاموں کے مشاہدے سے انتہائی خوشی کااظہارفرمایااورمفیدمشورے دیے۔فضیلۃ الشیخ صلاح الدین مقبول احمدصاحب نے المعہد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیہ کے طلبہ واساتذہ کے ساتھ مکتبہ سیدنذیرحسین محدث دہلوی میں مختصرنشست فرمائی اور طلبہ کونصیحت بھی کی۔اسی طرح مولاناشیرخان جمیل احمدعمری صاحب نے بھی مفید باتیں بیان کیں۔ مذکورہ موقرحضرات کی مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کے امیر محترم فضیلۃ الشیخ مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی صاحب اورناظم عمومی مولانا محمد ہارون سنابلی صاحب سے بھرپورملاقات ہوئی۔

مورخہ۱۲۔۱۳رنومبر۲۰۱۸ءکوڈاکٹرسعیداحمدمدنی صاحب نے المعہد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیہ میں اصول دعوت، عقیدہ اورمنہج سلف کے عناوین پرتوسیعی محاضرات دیے۔فجزاہ اللہ خیرالجزاء۔ان محاضرات میں طلبہ معہد کےعلاوہ اساتذہ معہدخصوصامفتی جمیل احمدمدنی صاحب اورڈاکٹرمحمدشیث ادریس تیمی صاحب وغیرہ نےشرکت کی۔(ادارہ)

☆☆☆

مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز

(۱)

شیخ الحدیث مولانا مشتاق احمد قاسمی کے انتقال پر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی کا تعزیتی پیغام

دہلی: ۱۹؍نومبر ۲۰۱۸ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے جاری ایک اخباری بیان کے مطابق مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے معروف عالم دین، اردو، ہندی اور بنگلہ کے خطیب اور مغربی بنگال کے قدیم تعلیمی وتربیتی ادارہ جامعہ اسلامیہ اصلاح المومنین سعید پور، دلیل پور، مالدہ مغربی بنگال کے شیخ الحدیث مولانا مشتاق احمد قاسمی کے انتقال پُر ملال پر گہرے رنج وغم کا افسوس کیا ہے اور ان کی موت کو علمی دنیا کا بڑا خسارہ قرار دیا ہے۔

انہوں نے کہا کہ مولانا مشتاق احمد قاسمی کو اللہ تعالیٰ نے بڑی خوبیوں سے نوازا تھا۔ انہوں نے بتیس سالوں تک جامعہ اسلامیہ اصلاح المومنین مالدہ میں شیخ الحدیث کی حیثیت سے خدمات انجام دی۔ وہ نئی نسل کی تعلیم وتربیت کے ساتھ ساتھ اصلاح معاشرہ اور ردِ قادیانیت میں مصروف رہے۔ مورخہ ۱۷؍نومبر ۲۰۱۸ء کو بعارضہ کینسر بعمر ۵۶ سال مالک حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون گذشتہ کل بعد نماز ظہر تجہیز و تکفین عمل میں آئی۔ جنازے میں ہزاروں لوگوں نے شرکت کی۔ پسماندگان میں والد، بیوہ، تین لڑکے اور پانچ بیٹیاں ہیں۔

امیر محترم نے افسوس جتاتے ہوئے کہا کہ مرحوم کے چھوٹے حقیقی بھائی مولانا محمد اکرام سلفی کا ایک سال قبل ہی انتقال ہوگیا تھا۔ جو ایک جواں سال متحرک عالم دین تھے اور جماعت وجمعیت اور خیر کے کاموں میں آگے آگے رہتے تھے وہ میرے ہونہار شاگردوں میں سے ایک پیارے شاگرد تھے اس لیے اس خانوادے سے میرا ذاتی طور پر تعلق وہمدردی کا معاملہ رہا۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے، خدمات کو قبول کرے، لغزشوں سے درگذر فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے، پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور جامعہ اسلامیہ اصلاح المومنین مالدہ کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین

(۲)

امرتسر میں نرنکاری ست سنگ ڈیرہ پر دہشت گردانہ حملہ قابل مذمت ؍ مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی

دہلی: ۱۹؍نومبر ۲۰۱۸ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے جاری ایک اخباری بیان کے مطابق مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے امرتسر میں نرنکاری ست سنگ ڈیرہ پر ہوئے گرینیڈ حملہ جس میں تین افراد ہلاک اور پندرہ افراد زخمی ہوئے، کی پرزور مذمت کی ہے اور اسے بزدلانہ اور غیر انسانی عمل قرار دیا ہے۔

انہوں نے کہا کہ یوں تو دہشت گردی ایک مذموم عمل ہے لیکن اگر وہ مذہبی مقامات اور اجتماعات پر ہو تو اس کی شناعت مزید بڑھ جاتی ہے۔ اور اس مذموم حرکت کی ایک ہی وجہ سمجھ میں آتی ہے کہ یا تو ملحدین اور لادین لوگوں کو کسی بھی دین سے بیزاری اور دشمنی ہونے کی وجہ سے یہ کام کرتے ہیں۔ یا مختلف ادیان وطبقات کو برسرپیکار کرنا چاہتے ہیں۔ تیسری کوئی شکل اور وجہ سمجھ سے بالاتر ہے۔ کیونکہ یہ عقل ومنطق اور ہرناحیہ سے مردود امر ہے۔ مٹھی بھر شر پسند عناصر اس طرح کی مذموم واردات انجام دے کر وطن عزیز کی فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور قومی یکجہتی کی فضا کو مسموم کرنا چاہتے ہیں۔ حکومت کو چاہئے کہ اس دہشت گردانہ حملے کی غیر جانبدارانہ انکوائری کرائے اور اصل مجرموں کو قرار واقعی سزا دے۔ تاکہ آئندہ کوئی اس طرح کی غیر انسانی واردات انجام دینے کی جرأت نہ کر سکے۔

امیر محترم نے اپنے بیان میں مہلوکین کے ورثاء سے قلبی تعزیت کی ہے اور زخمیوں کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند متاثرین کے غم میں برابر کی شریک ہے۔ ☆☆

مکتبہ ترجمان کی

نصابی کتابیں

چمن اسلام قاعدہ	26/-
چمن اسلام اول	20/-
چمن اسلام دوم	26/-
چمن اسلام سوم	28/-
چمن اسلام چہارم	28/-
چمن اسلام پنجم	35/-
چمن اسلام مکمل سیٹ	163/-

جماعتی خبریں

صوبائی جمعیت اہل حدیث آندھرا پردیش کے زیر اہتمام دوروزہ علمی کنونشن برائے ائمہ ، علماء ودعاۃ بعنوان ”منہج سلف دنیا کے لیے رحمت“ اختتام پذیر:

صوبائی جمعیت اہل حدیث آندھرا پردیش کی جانب سے بتاریخ ۲۷،۲۸ اکتوبر ۲۰۱۸ء بمقام مناکلیانا ویدیکا فنکشن ہال وجیواڑہ منعقد ہونے والا یہ علمی کنونشن ماشاء اللہ کل دس نشستوں پر مشتمل رہا ہے۔ صدارت فضیلۃ الشیخ دکتور سعید احمد عمری مدنی حفظہ اللہ امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث آندھرا پردیش اور نظامت فضیلۃ الشیخ عبدالغنی عمری ناظم اعلیٰ صوبائی جمعیت اہل حدیث آندھرا پردیش نے کی اور فضیلۃ الشیخ اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند اور فضیلۃ الشیخ محمد ہارون سنابلی حفظہ اللہ ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند بحیثیت مہمان خصوصی شریک ہوئے۔

پہلی نشست: بروز ہفتہ صبح ۳۰۔۱۱ بجے شروع ہوئی جس کی صدارت امیر صوبہ نے کی، اور نظامت ناظم صوبہ اور تلاوت فضیلۃ الشیخ خالد سعید عمری مدنی حفظہ اللہ نے کی، نظم فضیلۃ الشیخ آمین احمد عمری نے پیش کی، بعدازاں راقم نے افتتاحی کلمات میں صوبائی جمعیت اہل حدیث آندھرا پردیش کے زیر اہتمام اس اہم عنوان پر منعقد ہو رہے کنونشن کی غرض وغایت پر روشنی ڈالی۔ مولانا اسلام الدین سلفی حفظہ اللہ نائب امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث آندھرا پردیش نے تمام مہمانوں علماء وائمہ دعاۃ کے ساتھ تمام مشارکین وحاضرین کا صوبائی جمعیت آندھرا پردیش کے جمیع ذمہ داران کی نیابت کرتے ہوئے استقبال کیا اور سب کو خوش آمدید کہا، اس افتتاحی نشست میں ہمارے قابل احترام قائد اعظم امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند فضیلۃ الشیخ اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ کو دعوت سخن دی گئی۔ آپ محترم نے سلفیت اور سلف صالحین پر روشنی ڈالتے ہوئے آج دنیا میں اس منہج کے خلاف جو سازشیں ہو رہی ہیں ان کی تفصیل سے وضاحت فرمائی، سلفیت کو درپیش چیلنجز کا بھی ذکر کرتے ہوئے اس اہم عنوان پر منعقدہ کنونشن پر صوبائی جمعیت کے تمام ذمہ داران کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے ہمت افزائی کی۔ امیر محترم کے بعد جواں سال ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند فضیلۃ الشیخ ہارون سنابلی حفظہ اللہ خطاب میں سلفی منہج کی اہمیت وضرورت کو واضح کیا اور اس کنونشن کو تاریخی کنونشن قرار دیا۔ مولانا عبدالرحیم عمری مکی حفظہ اللہ امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث تلنگانہ اور حافظ عبدالقیوم حفظہ اللہ ناظم اعلیٰ صوبائی جمعیت اہل حدیث تلنگانہ نے اپنے تاثراتی کلمات میں کنونشن کو سراہا اور ذمہ داران کو مبارکباد پیش کی۔ بعدازاں فضیلۃ الشیخ دکتور سعید احمد عمری مدنی حفظہ اللہ نے مختصراً صدارتی خطاب کیا۔ اس نشست میں فضیلۃ الشیخ شیر خان جمیل احمد عمری صاحب برطانیہ کا پیغام بھی پڑھ کر سنایا گیا۔

دوسری نشست صدارت زیر فضیلۃ الشیخ اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند منعقد ہوئی، مقرر جلسہ فضیلۃ الشیخ دکتور سعید احمد عمری مدنی حفظہ اللہ تھے۔ فضیلۃ الشیخ دکتور عبداللہ جولم عمری مدنی حفظہ اللہ شیخ الحدیث جامعہ دارالسلام عمرآباد نے ”دعوت دین میں سلف صالحین کا منہج“، اور فضیلۃ الشیخ دکتور عبدالمقیت محمدی مدنی حفظہ اللہ بنگلور نے ”منہج سلف کی روشنی میں عقیدے کے اصول وضوابط“ پر محاضرے پیش کئے، واضح رہے کہ اس دوروزہ کنونشن کی نوعیت بہت الگ رہی۔ عام اجلاسوں کی طرح صرف تقاریر یا پھر صرف مقالات پیش کرنا نہیں تھا، بلکہ پہلے ہی اس کی وضاحت کردی گئی تھی کہ یہ دورہ علمیہ کی شکل میں ہوگا ہر محاضر اپنے مقالے کا مختصر خلاصہ پیش کرے گا۔ پھر مقرر جلسہ سوالات کریں گے جس کے جواب دینے ہوں گے۔ جوابات میں ضرورت محسوس ہونے پر مقرر جلسہ یا صدر جلسہ تعلیق پیش کریں گے، الحمدللہ تمام نشستیں اسی طرح چلیں اور کامیاب رہیں، اس نشست کے بعد وقفہ رہا۔ ماشاء اللہ جمع بین الصلاتین کے بعد تمام مشارکین ومشائخ ظہرانہ سے فارغ ہوئے۔

تیسری نشست: صدر مجلس فضیلۃ الشیخ ہارون سنابلی حفظہ اللہ ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند اور مقرر مجلس فضیلۃ الشیخ دکتور عبداللہ جولم عمری مدنی حفظہ اللہ رہے۔ اس نشست میں فضیلۃ الشیخ دکتور الیاس اعظمی عمری مدنی حفظہ اللہ استاذ جامعہ دارالسلام عمرآباد نے ”شرعی احکام کے استنباط میں منہج سلف“ اور فضیلۃ الشیخ عبدالواحد عمری مدنی حفظہ اللہ امیر شہری جمعیت اہل حدیث چنئی نے ”منہج سلف اور مسالک اربعہ“ اور فضیلۃ الشیخ دکتور آر کے نور محمد عمری مدنی حفظہ اللہ نائب امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث تملناڈو نے ”مسائل مستجدہ میں سلف صالحین کا منہج“ کے عنوان پر محاضرے پیش کئے۔

چوتھی نشست: صدر مجلس فضیلۃ الشیخ سید صدیق حسین جامعی حفظہ اللہ اور مقرر مجلس فضیلۃ الشیخ عبدالسلام عمری مدنی حفظہ اللہ چنئی رہے، اس نشست میں فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالحسیب عمری مدنی حفظہ اللہ بنگلور نے ”منہج سلف کی روشنی میں افتراق امت“ اور فضیلۃ الشیخ ابوحمدان اشرف فیضی حفظہ اللہ نے ”منہج سلف کی روشنی میں شخصیات وجماعت پر تنقید کے اصول وضوابط“ کے عناوین پر محاضرے پیش کئے۔

چونکہ اس کنونشن میں علماء کرام کی بڑی تعداد موجود تھی اس لیے اس مناسبت سے پہلے دن بعد نماز مغرب ایک عوامی اجلاس بھی منعقد کیا گیا، جو پانچویں نشست پر مشتمل رہا، صدارت فضیلۃ الشیخ دکتور سعید احمد عمری مدنی حفظہ اللہ نے کی اور الشیخ حافظ ابوطلحہ عمری نذیری نے قرآن مجید کی تلاوت سے اس خطاب عام کا آغاز کیا، فضیلۃ الشیخ حافظ بلال عمری حفظہ اللہ نے نظم پیش کی، بعدہ ناظم اعلیٰ صوبائی جمعیت اہل حدیث آندھرا پردیش نے مہمان اور حاضرین کا استقبال کیا، چونکہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم فضیلۃ الشیخ اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ کو دور دراز کے سفر پر کسی کانفرنس میں شرکت کے لئے جانا ضروری تھا اس لئے سب سے پہلے آپ محترم کا خطاب رکھا گیا۔ ماشاء اللہ تقریبا ایک گھنٹہ آپ نے منہج سلف صالحین کی اہمیت وضرورت اور پیغام اہل حدیث پر روشنی ڈالی اور اس دعوت کو عام کرنے کے لئے متحد ومخلص ہونے پر زور دیا، آپ کا خطاب علمی نکات اور تاریخ اسلام پر مشتمل رہا، آپ

کے خطاب کے بعد فضیلۃ الشیخ ہارون سنابلی حفظہ اللہ ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے بہت مختصر مگر مدلل وجامع خطاب کیا، ''منہج سلف کیا اور کیسے؟'' اس عنوان پر فضیلۃ الشیخ عبدالحسیب عمری مدنی حفظہ اللہ بنگلور نے خطاب کیا، اور آخری خطاب فضیلۃ الشیخ عبدالواحد عمری مدنی حفظہ اللہ کا رہا۔ آپ کا عنوان تھا ''حالات حاضرہ اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں''، فضیلۃ الشیخ منیرالدین عمری حفظہ اللہ نے اپنے تاثرات میں موضوع کے انتخاب پر ذمہ داران کومبارکباد پیش کی۔ صدارتی خطاب کرتے ہوئے امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث آندھراپردیش نے بحیثیت مسلمان اوراہل حدیث ہمارا کیا مقام ہے اس کی وضاحت کی۔ اس نشست کے اختتام پر جناب عبدالعزیز خان نوشاد صاحب خازن صوبائی جمعیت اہل حدیث آندھراپردیش نے اپنے کلمات تشکر میں تمام مہمانوں مشارکین ومعاونین کاشکریہ ادا کیا۔ اس طرح یہ پہلا دن الحمدللہ اختتام پذیر ہوا۔

چھٹی نشست: بروز اتوار، صدر مجلس فضیلۃ الشیخ اسلام الدین سلفی حفظہ اللہ اور مقرر مجلس فضیلۃ الشیخ دکتور سعید احمد عمری مدنی حفظہ اللہ تھے۔ اس میں فضیلۃ الشیخ عبدالسلام عمری مدنی حفظہ اللہ نے ''ولاء وبراء میں منہج سلف کے اصول وضوابط'' اور فضیلۃ الشیخ دکتور محمد شیث ادریس تیمی حفظہ اللہ میڈیا کوآرڈینیٹر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند ''منہج سلف اور میڈیا'' کے عناوین پر محاضرات پیش کیے۔

ساتویں نشست: صدر مجلس فضیلۃ الشیخ یوسف جمیل جامعی حفظہ اللہ نائب امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث آندھرا پردیش اور مقرر مجلس فضیلۃ الشیخ خالد سعید عمری تھے۔ اس نشست میں فضیلۃ الشیخ دکتور عبیدالرحمٰن سلفی مدنی حفظہ اللہ ممبئی نے ''آداب اختلاف منہج سلف کی روشنی میں''، فضیلۃ الشیخ عبدالوکیل محمدی مدنی حفظہ اللہ ناظم کلیۃ الحدیث بنگلور نے ''حصول علم میں منہج سلف'' اور فضیلۃ الشیخ طارق عمری مدنی حفظہ اللہ استاذ کلیۃ الحدیث نے ''فتنوں کے دور میں سلف صالحین کا منہج'' کے عنوان پر محاضرے پیش کیے۔

آٹھویں نشست: صدر مجلس فضیلۃ الشیخ عبدالسلام عمری مدنی حفظہ اللہ چنئی اور مقرر مجلس فضیلۃ الشیخ دکتور عبیدالرحمٰن سلفی مدنی حفظہ اللہ ممبئی رہے۔ اس نشست میں فضیلۃ الشیخ سید حسین عمری مدنی حفظہ اللہ حیدرآباد نے ''سیاست وسیادت میں منہج سلف''، اور فضیلۃ الشیخ عبدالرحمٰن محمدی مدنی حفظہ اللہ نے ''سعودی حکومت اور منہج سلف'' کے عناوین پر محاضرے پیش کیے۔

وقفہ برائے صلاۃ ظہر، عصر اور ظہرانہ کے بعد نویں نشست کا آغاز کیا گیا۔ صدر مجلس فضیلۃ الشیخ ابوحمدان اشرف فیضی حفظہ اللہ اور مقرر مجلس فضیلۃ الشیخ سید حسین عمری مدنی حفظہ اللہ رہے۔ فضیلۃ الشیخ دکتور سعید احمد عمری نے ''تقابل منہج سلف ومنہج خلف'' اور فضیلۃ الشیخ محمد ابراہیم محمد منور محمدی مدنی حفظہ اللہ نائب امیر صوبہ نے ''منہج سلف اور نقل وعقل کا تعارض'' کے عناوین پر محاضرے پیش کیے۔ وقت کی قلت کے باوجود شیخ ابراہیم مدنی حفظہ اللہ نے اپنے عنوان پر جدید ٹیکنالوجی کا استعمال کرتے ہوئے پرزنٹیشن تیار کیا تھا جو تمام مشارکین کی خدمت میں اسکرین پر پیش کیا گیا، جس کو بہت پسند کیا گیا۔

دسویں اور آخری اختتامی نشست: اس نشست کی صدارت فضیلۃ الشیخ دکتور سعید احمد عمری مدنی حفظہ اللہ امیر صوبہ نے کی اور نظامت کے فرائض ناظم اعلیٰ صوبائی جمعیت اہل حدیث آندھراپردیش نے انجام دیے۔ اس نشست میں جناب فتاح اللہ صاحب وجئے واڑہ، جناب منیر صاحب، عزیز القدر سراج احمد متعلم فضیلت سال آخر جامعہ الفلاح شریف نگر حیدرآباد، فضیلۃ الشیخ عبدالغفار عمری حفظہ اللہ، فضیلۃ الشیخ عبدالعلیم محمدی نذیری حفظہ اللہ استاذ جامعہ الفلاح حیدرآباد جناب عبدالتواب صاحب نائب ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث آندھراپردیش، جناب حبیب الرحمٰن صاحب رکن عاملہ صوبائی جمعیت اہل حدیث آندھرا پردیش جناب یوسف خان صاحب صدر مرکز جامع مسجد اسلام پیٹ وجیواڑہ، مولانا جابر حسین فیضی حفظہ اللہ امام وخطیب مسجد اہل حدیث مرکز اسلام پیٹ وجیواڑہ وغیرہم نے گرامی قدر تاثرات کا اظہار کیا اور ذمہ داران کو کنونشن کے انعقاد پر مبارکباد پیش کی۔ آندھراپردیش، تلنگانہ، تملناڈو، کرناٹک، مہاراشٹر، پڑنہ، بھوپال، گجرات ہر چہار جانب سے مشارکین تشریف لائے تھے۔ جن میں گجرات سے ایک نابینا حافظ محمد عمر حفظہ اللہ بھی تھے آپ نے تاثرات کے ساتھ نظم بھی پیش کی۔ آپ کے بعد مولانا عبدالشکور عمری حفظہ اللہ نے تاثرات کا اظہار کیا۔ آخر میں ہمارے صوبائی جمعیت اہل حدیث آندھرا پردیش کے ناظم مالیات جناب عبدالعزیز خان نوشاد صاحب نے اپنے تاثرات اور اس کنونشن کے انتظامات کا جائزہ پیش کیا۔ آخر میں صدر اجلاس نے صدارتی خطاب فرمایا اس کے بعد ناظم اجلاس نے نام بنام تمام کی خدمت میں صمیم قلب سے ہدیہ تشکر پیش کیا۔ مجلس کے اختتام کی دعا پر سفر وغیرہ کے آداب کا پاس ولحاظ رکھنے کی اپیل پر یہ دورہ علمیہ کا الحمدللہ اختتام ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہتر اثرات مرتب فرمائے۔ آمین (پیش کردہ: حافظ عبدالغنی عمری ناظم اعلیٰ صوبائی جمعیت اہل حدیث آندھراپردیش)

مدرسہ احمدیہ سلفیہ آرہ میں اراکین مجلس عاملہ کا انتخاب: مدرسہ احمدیہ سلفیہ ملکی محلّہ، آرہ، ضلع بھوجپور بہار کے سکریٹری جناب محمد ضیاء الحسن آروی صاحب کی مورخہ ۱۲/ اکتوبر ۲۰۱۸ء کو وفات کے بعد اراکین مجلس عاملہ اور مجلس شوریٰ کی میٹنگ مورخہ ۴/ نومبر ۲۰۱۸ء کو مدرسہ کے کانفرنس ہال میں منعقد ہوئی۔ اراکین نے متفقہ طور پر جناب انور علی آروی صاحب کو مدرسہ کا جنرل سکریٹری منتخب فرمایا۔ اراکین وذمہ داران مدرسہ نے مجلس عاملہ میں اراکین کی ضرورت کے پیش نظر جناب محبوب الحسن آروی صاحب/ ملکی محلّہ آرہ کو مدرسہ کا مساعد ناظم اور خازن منتخب فرمایا۔ نیز جناب مولانا محمد انور حسین سلفی صاحب اسراہا، دربھنگہ، جناب عادل اختر بن اے آئی اختر، قاضی ٹولہ آرہ، جناب عادل رشید بن جمیل احمد قاضی ٹولہ آرہ اور جناب ارشاد خان بن اسلم خان قاضی ٹولہ آرہ کو بحیثیت رکن مجلس عاملہ منتخب کیا گیا۔ مذکورہ انتخاب کی تمام اراکین مجلس نے پرزور تصدیق وتائید کرتے ہوئے موافقت فرمائی۔

اخیر میں سکریٹری مدرسہ جناب انور علی آروی صاحب نے اراکین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ''آپ اراکین مدرسہ نے ناچیز پر بہت بڑی ذمہ داری ڈالی

ہے، اللہ تعالیٰ اس ذمہ داری کو کماحقہ ادا کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آپ سبھی حضرات میرے شانہ بشانہ چلیں اور ادارہ کی ترقی میں میرا تعاون فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا معاون ومددگار رہے۔ میٹنگ کے اخیر میں جناب سکریٹری صاحب نے ان تمام حضرات کے لیے دعائیں فرمائیں جنہوں نے اس مدرسہ کے لئے اپنی قربانیاں پیش کی ہیں، خصوصاً محترم جناب ضیاء الحسن مرحوم سابق ناظم کے لئے دعا کی گئی اوران کی خدمات کوسراہا گیا۔ پھر دعائیہ کلمات پر مجلس کا اختتام ہوا۔'' (انورعلی آروی سکریٹری مدرسہ احمدیہ سلفیہ ملکی محلّہ آرہ، بہار)

جامعہ دارالفرقان للبنات سعیدآباد میں۔ ''صندوق البر'' کاافتتاحی اجلاس: بموجب معتمد جامعہ محمد عبدالرافع صدیقی جامعہ دارالفرقان للبنات سعیدآباد میں طالبات کی فلاح وبہبود کے لئے قائم کردہ صندوق البر کا افتتاحی اجلاس بروز جمعہ صبح 11 بجے بتاریخ 9/نومبر 2018ء زیرصدارت صدر جامعہ محمد عبدالوحید منعقد ہوا۔ اجلاس کا آغاز طالبہ شگفتہ ناز (شعبہ حفظ) کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اس کے بعد عالمیت دوم کی طالبات ماریہ اور خنسا اقبال نے نظم پڑھیں پھر جامعہ کے معلم الشیخ اسحاق کمال صاحب نے ''بِر'' یعنی نیکی کے عنوان پر تقریر کرتے ہوئے ''صندوق البر'' کی اہمیت کواجاگر کیا اور جامعہ کے دوسرے معلم الشیخ عبدالصمد مدنی نے حسن اخلاق پر روشنی ڈالتے ہوئے 'صندوق البر'' کی اہمیت کو بتلایا اس کے بعد ناظم تعلیمات الشیخ طہٰ سعید خالد مدنی نے صندوق البر کے قیام کے پس منظر کو بتلاتے ہوئے قرآن مجید میں لفظ البر کے استعمالات کو بتلایا اور کہا کہ اس صندوق البر سے ان طالبات کی ہمت افزائی کی جائے گی جو 15 دن سے کم میں ایک پارہ یاد کر کے 75 سے زیادہ نمبرات حاصل کریں۔ اسی طرح ایسی طالبات جو پورے مہینے میں ایک دن بھی غیرحاضر نہ ہوں ان کی بھی ہمت افزائی کی جائے گی اور جامعہ میں علمی مسابقات بھی اسی صندوق البر کے ذریعہ منعقد کئے جائینگے ان شاء اللہ۔ پھر شیخ الجامعہ صدیق انصر محمدی نے ماہ اکٹوبر میں غیرحاضر نہ رہنے والی 26 طالبات کے نام سُنائے اور انہیں نقدی انعامات سے نوازا گیا اسی طرح 15 دن سے کم میں ایک پارہ یاد کرنے والی تین طالبات رمیصاء، نمرہ فاطمہ، سارہ ماہین کو نقدی انعامات دیئے گئے اور ان کے معلّم محترم صادر عالم فیضی اور معلّمہ محترمہ ثناء فاطمہ (مفلحاتی) کو بھی نقدی انعام سے سرفراز کیا گیا۔ اخیر میں صدر جلسہ کے خطاب اور نگران انجمن مولانا مسعود محمدی کے ہدیہ تشکر سے اجلاس کا اختتام عمل میں آیا۔ (محمد عبدالرافع صدیقی، معتمد جامعہ دارالفرقان للبنات سعیدآباد)☆☆

اہل حدیث کمپلیکس اور اہل حدیث منزل کے دونوں تاریخی اور عظیم تعمیری کاموں کے سلسلہ میں

ایک اعلیٰ سطحی وفد متعدد صوبوں کے دورے پر۔ ان شاء اللہ

احباب جماعت اور ہمدردانِ قوم وملت کو معلوم ہے کہ اہل حدیث کمپلیکس اوکھلا ئی دہلی اور اہل حدیث منزل جامع مسجد دہلی میں دو عظیم الشان تاریخی بلڈنگوں کی تعمیر کا کام جاری ہے۔ اس سلسلہ میں الحمدللہ اہل حدیث کمپلیکس کے عظیم تعمیری پروجیکٹ کی دوسری منزل کی تسقیف (ڈھلائی) کا کام ہوا چاہتا ہے اور اہل حدیث منزل میں ترمیم وتعمیر کا کام تیسری منزل تک پہنچ چکا ہے، جو اللہ تعالیٰ کے فضل وتوفیق کے بعد محسنین جماعت وجمعیت کی سخاوت وفیاضی کے مرہون منت ہے۔ مزید تعاون کے لیے احباب جماعت صوبائی جمعیات سے تنسیق کے بعد مساجد میں باضابطہ ومسلسل اعلان فرمائیں۔

عنقریب ہی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا ایک اعلیٰ سطحی وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہو رہا ہے۔ اس عظیم اور تاریخی خیر کے کام میں اپنا بھرپور حصہ اور کردار ادا کر کے مشکور وماجور ہوں۔

نوٹ: اس سلسلہ میں متعلقہ صوبوں کے ذمہ داران واعیان کو اطلاع کردی گئی ہے۔

Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind
A/c: 629201058685
ICICI Bank (Chandni Chowk Branch)
RTGS/NEFT IFSC Code-ICICI0006292